مجموعۂ نعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فدا ہیں گنبدِ خضرا پہ نظریں
تجلّی طور کی ہے اور میں ہوں

فداؔ خالدی (دہلوی)

MUHAMMAD RIZWAN
muhammadrizwan25d@gmail.com(Hyderabad Sindh Pakistan)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

ترجمہ :- اور (اے محمد) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

"الانبیاء"

MUHAMMAD RIZWAN
muhammadrizwan25d@gmail.com(Hyderabad Sindh Pakistan)

ظہورِ ترتیب

اپنی زبان :

انتساب :	فدا خالدی
عرضِ حال :	فدا خالدی
گذارشِ مرتب :	عزیز صابری

" م ، ص ، اہلِ علم کی نظر میں "

ارشاداتِ عالیہ :	جناب ڈاکٹر محمد عبد الحیٰ عارفی خلیفۂ مجاز حضرت اشرف علی تھانوی
حرفِ خیال :	ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی
ایک نظر	افسر صدیقی امروہوی
م ، ص :	ڈاکٹر وقار راشدی
یا محمد ہوشیار :	وزیری پانی پتی
شذرات :	عزیز صابری
مقدمہ :	ڈاکٹر ارشاد الحق قدوسی

نعتیں :
رباعیات :
نظمیں :
تقریظات :
جھلکیاں :

فہرست

گزرے مقامِ شکر سے مشتِ غبار کیا
ابتدا تو ہے انتہا تو ہے ۲
اللہ تھی رتبۂ عالی شہِ دیں کا ۳
غمِ عشقِ نبیؐ ہے اور میں ہوں ۴
جلوۂ معتبر چاہیے ۵
شہِ دیں سامنے ہوں گے نظر رخ پر جمی ہوگی ۶
نوازا اس قدر حبِ نبیؐ نے ۷
جو تجلی شناس ہوتا ہے ۸
غمِ ہجرِ مصطفٰےؐ میں مری جاں سلگ رہی ہے ۹
اب پیشِ نظر روضۂ سلطانِ اممؐ ہے ۱۰
شہرِ دیں کی طلب میں زندگی محسوس ہوتی ہے ۱۱
عشقِ احمدؐ ملا رہنما مل گیا ۱۲
مجھے شاہِ دیں کی تلاش ہے کہ جہاں میں ایسا سخی نہیں ۱۳
شہرِ محبوبِ رب مدینہ ہے ۱۴
مدینہ وادیٔ سینا نہیں ہے ۱۵
نظر پہنچی مہبطِ کون و مکاں تک ۱۶
پا رہے ہیں ہم مدینہ دل کے پاس ۱۷
تسکینِ دل نہ مجھے آرامِ جاں نہ ہو ۱۸

۱۹ مری زندگی کا حاصل غمِ سرورِ اُمم ہے

۲۰ اسے حشر و نشر کی فکر کیا جو ہے تمہاری نگاہ میں

۲۱ اللہ اللہ شانِ کردارِ رسولؐ

۲۲ شہِ دیں کو میری نظر ڈھونڈتی ہے

۲۳ اے کاش پہنچ جاؤں درِ سرورِ دیں تک

۲۴ جسے سرکار سے وابستگی ہے

۲۵ نہیں کوئی ارماں سوائے مدینہ

۲۶ تم سا تو بشر کوئی دو عالم میں نہیں ہے

۲۷ شہ کی قربت ملی مدینے میں

۲۸ اگر اپنائیں کردارِ نبیؐ کو

۲۹ میں ہوں شیدائے نبیؐ مجھکو کسی سے کیا غرض

۳۰ رُخ ہے طرفِ روضۂ سرکارِ مدینہ

۳۱ فرصت کہاں نظر کو اب کیفِ سرمدی سے

۳۲ تم ہو بنائے دو جہاں صلِ علیٰ محمدٍ

۳۳ ملا وہ نور ہمیں شہ سے لو لگانے میں

۳۴ دردِ دل کے واسطے اک چارہ گر کی ہے تلاش

۳۵ جہاں بھی دیکھنا چاہوں وہیں معلوم ہوتے ہیں

۳۶ یہ شہ کی توجہ کا اثر دیکھ رہا ہوں

۳۷ منزلِ دید آسان تر ہو گئی کوئی دقت نہیں اب نظر کیلئے

۳۸ نبیؐ کے عشق میں جو خود سے بیگانے نہیں ہوتے

۳۹ جس پہ ہے چشمِ عنایت آپؐ کی

۴۰ اگر طیبہ نہیں جاتے تو دیوانے کہاں جاتے

۴۱ مجتبےٰ آپ ہیں مصطفےٰؐ آپ ہیں

۴۲ مرے فسانۂ الفت کی ابتدا تم ہو

۴۳ نہ جنت نہ تاجِ شہی چاہتا ہوں

۴۴ حضورؐ عرش پہ مہماں بلائے جاتے ہیں

۴۵ مقدر [illegible] سرورِ دیںؐ کی توجہ سے بدلتا ہے

۴۶ درازی شامِ غم کی مختصر ہو

۴۷ کیوں نہ ہوں آپ پہ قربان رسولِ عربیؐ

۴۸ آشکارا عظمتِ خیر البشر ہوتی گئی

۴۹ تذکرہ آپؐ کا گفتگو آپؐ کی

۵۰ جو مانگا خدا سے وہ مجھکو ملا ہے

۵۱ جلوہ گاہِ رسولؐ تک آئے

۵۲ ہے کیسا سلیقہ سا میخانہ محمدؐ کا

۵۳ تدبیر سے ہر حال میں تقدیر بڑی ہے

۵۴ جھومتی گلشنِ طیبہ سے صبا آئی ہے

۵۵ بعد حمدِ خدا اور کیا چاہیئے

۵۶ لے چلو مجھ کو طیبہ خدا کے لئے

رباعیات

نظمیں

صبح ولادت نبی مکرم

سید المرسلین

عالم نور

پہلی کرن

سلام

وہ زمیں

سلام

شاہکار

ارحم لنا

قصیدہ

تقریظات

جھلکیاں......

اپنی زباں

آئینہ

اپنی زباں	صفحات	۹	تا	۱۶
مومن اہل علم کی نظر میں	"	۱۷	تا	۴۸
حمد اور نعتیں	"	۴۹	تا	۱۰۴
رباعیات	"	۱۰۵	تا	۱۳۰
نظمیں	"	۱۳۱	تا	۱۴۴
قصیدہ	"	۱۴۵	تا	۱۵۳
تقریظات	"	۱۵۴	تا	۱۵۶
جھلکیاں	"	۱۵۷	تا	۱۶۰

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اُن کے نام

جن کی محبت ہر مسلمان کا جزوِ ایمان ہے

فدا خالدی

دہلوی

عرضِ حال

سید الکونین حبیبِ خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدحت سرائی کی توفیق حاصل ہو جانا میرے لئے سعادتِ دارین ہے۔ لیکن اس سعادت کو وسیلۂ شہرت بنانا مجھے کبھی گوارا نہ ہوا یہی وجہ نعتیہ شاعری کا مجموعہ منظرِ عام پر لانا میرے ادبی پروگرام میں کبھی شامل نہ رہا۔ مگر مخلص احباب اور تلامذہ کے مسلسل اصرار پر جب میں نے اپنے ادبی سرمائے کو کھنگالا تو طے شدہ لائحہ عمل کے آگے علی الرغم نعتیہ مجموعہ ہی سب سے پہلے صورت پذیر ہوا اور میں نے مشیتِ ایزدی کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا۔

حصولِ سعادت کے لئے نعت کہنے اور صفِ نعت گویانِ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم میں شمولیت کا ارادہ کرنے میں بڑا فرق ہے ایک عمل صرف جذبے کے اظہار کا ہے تو دوسرا عمل نمائش کا ایک عمل میں تسکینِ قلب سے بڑھکر اور کوئی مقصد نہیں ہوتا لیکن دوسرے عمل میں طرزِ زبان و بیان کی نزاکتوں لہجے اور اسالیب کی ندرتوں کا ارژنگ سجانا اور دیگر فنکاروں سے منفرد یا ما بہ الامتیاز مقام حاصل کرنا بھی مقصود ہوتا ہے یہ سعادت کا حصول تو ہے ہی منفرد بنیادی جذبہ۔ نعتیہ شاعری کا طرح نمائش کرنیکا خیال ہی میرے لئے وحشت انگیز ہے کیونکہ میں تو اپنی قسم کا شاعر ہوں کے بارے میں یہی رویہ رکھتا ہوں ؎

میرے اشعار غور سے نہ پڑھو
کیوں مرا زندگی سے کھیلتے ہو

(فدا خالدی)

بہر حال جب شہرِ نعت گریاں میں داخلے کا قصد کر ہی لیا تو میں نے اپنے تمام سرمائے پر نظرِ ثانی اور بہت کچھ قطع برید اور ردّ و قدح کے بعد اسے بالآخر تو نجیا ہدیۂ ناظرین کرنے کا فیصلہ کیا ہے یہ اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم اور نبیِ رحمتِ بیکراں صلے اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ التفات کا اثر ہی تو ہے کہ کتابت کے دوران میں بہت سی نئی نعتیں بھی تصنیف ہو گئیں۔

میری طبیعت کا نعت گوئی کی طرف مائل ہونا تو میرے اندر کا تقاضا تھا لیکن نعتیہ شاعری کو منظرِ عام پر لانے کیلئے تحریک پیدا کرنیوالے ناموں میں سرِ فہرست نام میرے رفیقِ دیرینہ جناب الحاج شیخ عبد المجید (دبئی والے) کا ہے مجید صاحب میرے عزیز ترین دوست ہیں اور یہ انکے اخلاصِ نیت اور اصابتِ رائے کا منہ بولتا ثبوت (م۔ س) ہے میں دعا گو ہوں اللہ رب العزت انہیں اور ان کے متعلقین کو اجرِ عظیم سے نوازے۔ ناسپاسی ہو گی اگر اس موقع پر اپنے دیگر احباب و تلامذہ کا شکریہ ادا نہ کروں جن کی مسلسل کاوش اور تحریک سے یہ مجموعہ منصۂ شہود پر آئی۔ احباب میں جناب عبد المجید صاحب کے علاوہ جناب وزیری پانی پتی جناب محمد افضل نوبل حلقہ ۴۹ کراچی جناب حکیم شمس احمد صدیقی عارف علی فاطمی اور تلامذہ میں محمد تقی عرش دہلوی عزیز صابری سید سرفراز زاہد خیال آفاقی عشرت کراچوی رزاق انجم معین اختر اختر رضا اندوری وغیرہ میرے

دلی شکریے اور دعاؤں کے مستحق ہیں اللہ تعالےٰ ان تمام حضرات کو جزائے خیر سے نوازے علاوہ ازیں قارئین کرام سے بھی استدعا ہے کہ ان حضرات کو دعائے خیر میں یاد رکھیں اور مجموعے کے مطالع کے بعد میرے تسامحات سے مجھے آگاہ فرمائیں

خاکسار

فناؔ خالدی

دہلوی

۲، مارچ ۱۹۸۳ء

گذارش مرتب

اس کتاب میں میرا حصہ کیا ہے کچھ بھی تو نہیں چنانچہ مرتب کی حیثیت سے میرے نام کی شمولیت بھی کتاب کے حُسنِ معنوی میں کسی اضافے کا سبب نہیں بنے گی لیکن یہ نام کتاب میں مرتب کی حیثیت سے قطعی نظر نہ آتا اگر خود مصنف اپنی تحریک اور اپنی مرضی سے کتاب ترتیب دینے پر رضامند ہو جاتے استاذی محترم کی شاعرانہ بے نیازی کا اجمالی تذکرہ میں شذرات میں کر چکا ہوں یہاں صرف اتنا عرض کرنا مقصود ہے کہ قومی زبان کی خدمت کے لئے ضروری ہے کہ زبان و ادب کا جذبہ رکھنے والے حضرات عملی کام بھی کریں عملی کام کرنے کا بہتر طریقہ میرے خیال میں یہ ہے کہ ایسے شعراء و ادباء کا سرمایۂ تحریر منظرِ عام پر لایا جائے جن کی اعلیٰ صلاحیتیں ہنوز پردہ خفا میں ہیں یا جو دادی شہرت سے دور اخلاصِ نیت کے ساتھ ادبی سرمائے میں اضافہ کر رہے ہیں۔ لیکن ان کی کاوشوں سے مطبوعہ ادبی سرمائے میں قطعی اضافہ نہیں ہوتا

اس مجموعے کی اشاعت کا سہرا تو فناؔ خالدی صاحب کے بہت سے احباب اور تلامذہ کے سر ہے لیکن اسکی ترتیب کا قرعہ میرے نام آیا تھا اس بات کا فیصلہ تو اب صائب الرائے قارئین ہی کریں گے کہ اس ترتیب میں فی الحقیقت کوئی حُسن ہے کہ نہیں البتہ میں اس

بات پر مطمئن ہوں کہ میں نے ایک ادبی امانت ادب شناسوں کے سپرد کر دی ہے کیونکہ اس امانت سے محروم ہو کر فداؔ خالدی صاحب کی ذات کو تو کوئی نقصان پہنچتا یا نہیں البتہ قومی ادب کو جو نقصان پہنچتا اس کے لئے میں بھی اپنے ضمیر کے سامنے سرخرو نہیں ہو سکتا تھا آخر میں میں اپنے خواجہ تاش حضرات اور فداؔ صاحب کے احباب نیز اس مجموعے پر اپنی گرانقدر آراء دینے والے ناقدین فن کا شکر گزار ہوں جن کی استعانت کے بغیر م۔ص کا اشاعت پذیر ہونا امرِ محال تھا۔

عزیز صابری

۱۲؍ مارچ ۱۹۸۳ء

م ص

اہلِ علم کی نظر میں

سرمدؔ غمِ عشق بوالہوس را نہ دہند
سوزِ دلِ پروانہ مگس را نہ دہند

سرمدؔ

ارشاداتِ عالیہ

جناب ڈاکٹر محمد عبد الحئی عارفی خلیفہ مجاز حضرت مولانا اشرف علی تھانوی۔

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

مشفقی فدا خالدی صاحب کا کلام تمام تر تاثراتِ قلبی کا آئینہ دار ہے پڑھنے والے کے دل میں بھی یہی تاثرات موجزن ہونے لگتے ہیں۔ میں بھی بہت متاثر ہوا اور دعاگو ہوں اللہ تعالےٰ ان کے ان تاثراتِ محبتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کے لئے اللہ تعالےٰ کی رحمتِ کاملہ اور محبتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی محبتِ کاملہ کا باعث اور سرمایہ نازِ آخرت بنائے

آمین

دعاگو محمد عبد الحئی

حرفِ خیال

جناب ڈاکٹر اَبُواللَّیث صدیقی

فدؔا خالدی صاحب کا مجموعہ حمد و نعت میں نے سرسری طور پر دیکھا اس عرصہ میں آلامِ روحانی اور آفاتِ جسمانی، دونوں میں مبتلا رہا۔ حمد و نعت کے متعلق یہ سب کو معلوم ہے کہ اسکی بنیاد عقیدت اور خلوص پر ہوتی ہے اور جس جذبہ کی بنیاد ہی خلوص اور عقیدت پر ہو اس کا اظہار موثر کیوں نہ ہوگا۔ پھر اگر اس میں تصنع اور آورد نہ ہو تو سبحان اللہ۔ ایسا کلام عام پسند ہوگا اور ضرور مقبول ہوگا اس کا اصل اجر تو اللہ تعالےٰ ہی دے گا لیکن مجھے امید ہے کہ جن حضرات کے نزدیک آج بھی دین اک فعال حقیقت ہے وہ اس کلام کی قدر کریں گے اور اس کے مصنف کے حق میں دعائے خیر فرمائیں گے۔

حمد و نعتؐ کا میدان عقیدت کے اظہار کا ذریعہ تو ہے ہی، اس میں فن کی نزاکت اور نفاست کا احساس بھی قائم رہے تو پھر یہ کلام صرف عام پسند نہیں رہتا، خاص پسند بلکہ خواص پسند ہو جاتا ہے۔ اس مجموعہ میں بھی بہت سے اشعار ایسے ہیں جو اپنی فنی مہارت کے اعتبار سے بھی قابلِ ذکر ہیں۔

امید ہے کہ فدؔا خالدی صاحب جنکا ایک مجموعہ پہلے بھی "آتشِ خوابیدہ" کے نام سے شائع ہو چکا ہے اپنی شعری تخلیقات سے ادب میں اضافہ کرتے رہیں گے

ابواللیث صدیقی

ایک نظر

(جناب افسر صدیقی امروہوی)

عزیز محترم جناب عزیز صابری نے کئی مرتبہ میرے سامنے فدؔا خالدی صاحب کا نام لیا لیکن میں متوجہ نہ ہو سکا، میں سمجھتا تھا کہ فدؔا خالدی کوئی معمولی اور غیر معروف شاعر ہیں جن کے کوئی شاگرد فدا تخلص کرتے ہیں لیکن، ایک روز جب انھوں نے "آتشِ خوابیدہ" نام کی ایک کتاب مجھے دکھائی جس میں رباعیات تھیں تو مجھے پہلی مرتبہ کسی علمی اور شاعرانہ ملکہ رکھنے والی شخصیت سے متعارف ہونے کا شرف حاصل ہوا اور اس شرف میں اسوقت اور اضافہ ہوا جب یہ راز کھلا کہ عزیز صابری صاحب شعر گوئی میں انھیں کے شاگرد ہیں۔

میرا وطن امروہہ ہے جو دہلی اور لکھنؤ کے درمیان ایک بستی ہے۔ اسکا معاشی تعلق تو دہلی سے ہے لیکن ادب و معاشرت لکھنؤ سے وابستہ ہے اور اسی وجہ سے اس علاقے کے باشندوں نے دہلی کی طرف زیادہ رخ نہیں کیا، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں لیا جا سکتا کہ وہ زبانِ دہلی اور شعرائے دہلی کے قائل نہیں رہے، خود مجھے ماضی قریب کے اساتذۂ دہلی میں سے نواب سائل صاحب کا ہم مشاعرہ ہونے کا شرف حاصل ہے

خیر یہ تو ایک جملۂ معترضہ تھا، میں نے آتشِ خوابیدہ کو بڑے شوق و انہماک سے پڑھا اس کی تمام رباعیوں کو ایک ایک کر کے دیکھا

اور بہ صمیم قلب یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ فدآ صاحب نے ان رباعیوں میں رباعی کی ہیئت اس کے مصاریع کی ایک دوسرے سے وابستگی اور بیان کی عمدگی زبان کی پاکیزگی، لغت کی صحت، تمام باتوں میں پورا لحاظ رکھا ہے۔

رطب و یابس مجموعہ کلام سے انتخاب کرنا دلچسپی اور لطف اندوزی کے لئے ضروری ہے۔ لیکن اس کلامِ منتخب میں سے انتخاب کرنا ایک فعل عبث ہے۔

اب یہ بات گوش گذار ہو کر روحانی مسرت حاصل ہوئی کہ فدا خالدی صاحب اپنے نعتیہ مجموعے کی اشاعت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ نعت گوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے، اس کے لئے اعلیٰ ترین علمی استعداد کی ضرورت ہے اور بحمد اللہ یہ فضائل حضرت فدآ میں تمام و کمال موجود ہیں۔

امید ہے کہ ان کا مجموعۂ نعت سرمۂ چشمِ اہلِ بصیرت ہوگا اور حضرت رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کے شیدائی شمعِ رسالت کے پروانے اس کے مطالعے کی سعادت حاصل کریں گے۔ اس وقت تفصیلی رائے دینا تو ممکن نہیں تاہم چند اشعار اور رباعیات جو مجھے پسند آئیں درج ذیل ہیں۔

نوازا ہے قدر محبتِ نبیؐ نے
جب آنکھیں بند کیں پہنچے مدینے

حاصل مرے سجدوں کو ہے معراجِ محبت
صد شکر ترے نقشِ کفِ پا پہ جبیں ہے

ہشیار کہ چھُٹ جائے نہ دامانِ محمدؐ
اِس راہ میں بھٹکا تو نہ دنیا کا نہ دیں کا

مرا دل لرز رہا ہے ترا وصف کیا بیاں ہو
تو حبیب ہے خدا کا تری ذات محترم ہے

رُباعیات

اک بزمِ تصور میں سجا رکھی ہے
یوں نغمۂ محبت کی بِنا رکھی ہے
ہو جائیگا اک روز اُجالا دل میں
لو شمعِ رسالت سے لگا رکھی ہے

آفات کے پھندوں سے نکل جاتا ہے
گرتا ہوا انسان سنبھل جاتا ہے
آجائے اگر نامِ محمدؐ لب پر
طوفانِ بلا کا رُخ بدل جاتا ہے

یٰسین کبھی لکھوں کبھی طٰہٰ لکھوں
ہو ذکر سخاوت کا تو دریا لکھوں
الفاظ سہارا نہیں دیتے آقا
تم اُس سے سوا ہو تمہیں جیسا لکھوں

✲

عالم اُنہیں محبوبِ خدا کہتا ہے
اک آئینۂ صدق و صفا کہتا ہے
کیا شانِ محمدؐ ہے کہ اللہ اللہ
جو نام سُنے صلِّ علیٰ کہتا ہے

افسر صدیقی

م ص

ڈاکٹر وفا راشدی (مدیر اعزازی ماہنامہ سب رس، کراچی)

محترم جناب فدا خالدی دہلوی ایک استادِ فن اور یادگارِ سلف بزرگ ہیں۔ وہ مرزا داغ دہلوی کے تلمیذ ارشد حضرت بیخود دہلوی کے شاگرد رشید ہیں۔ فدا خالدی نے اساتذۂ سخن کی آنکھیں دیکھی ہیں۔ ان کے بزرگوں نے ۱۸۵۷ء کا آشوب دلی دیکھا تھا۔ فدا خالدی نے ہمارے عہد کا آشوب چشم دیکھ لیا۔ اگلے وقتوں کی تہذیب و تمدن اور اس وقت کی ثقافت و معاشرت کا تصادم پورے عالم انسانیت کے لئے سوالیہ نشان بن کر فضائے ظلمت پر منڈلا رہا ہے۔ آج کا انسان ظلم و نا انصافی، دہشت و بربریت کی ظلمت میں بھٹک رہا ہے۔ اس کا سبب دین سے دوری اور اسلامی قدروں سے فرار کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے دورِ جہالت کا رونا کیا، اس دور میں جب کہ تعلیم عام اور علم غائب، سائنسی ترقی مقدم مگر فلاحِ انسانیت نایاب ہے، اخلاقی بدحالی دورِ جہالت سے بھی زیادہ خطرناک اور خوفناک صورت اختیار کر چکی ہے۔ ان حالات میں صرف اطاعتِ الٰہی اور اتباعِ نبوی ہی دلوں کو منور اور ذہنوں کو روشن کر سکتی ہے۔ توحید و رسالت کی راہوں پر فکر و عمل کو سنوارنے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنانے اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اپنے قول و عمل کو متعین کرنے

سے ہی زندگی میں راحت وعافیت کی کرنیں پھوٹتی ہیں، امن و آشتی کی مشعلیں روشن ہوتی ہیں۔ اللہ اور رسول ﷺ کی حمد و ثنا، عبادت و ریاضت کا وہ جزو ہے جس سے نہ صرف روحانی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں بلکہ دنیا اور آخرت دونوں جہاں میں خوشنودیٔ رب نصیب ہوتی ہے۔

مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنی زبان اور قلم کو اپنے پروردگار کی حمد و ثنا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ انہیں مبارک ہستیوں میں سے حضرت فدا خالدی دہلوی بھی ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ حمدِ خدا اور ثنائے محمدی میں گذار دیا ہے۔ فدا خالدی نے تمام اصنافِ سخن پر بحسن و خوبی طبع آزمائی کی ہے۔ ان کا کلام حمد، نعت، سلام، نظم، رباعی، قطعہ اور مسدس کے گلدستۂ سدا بہار کی رنگ و بو سے آراستہ ہے لیکن ان کا اصل رنگ نعتوں میں زیادہ نمایاں ہے۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ ان کے ادبی اثاثے کا کثیر حصہ نعتوں پر مشتمل ہے۔ فدا خالدی کی نیک اور پاکباز زندگی کا عکس ان کے فکر و فن کے ہر گوشے میں پوری آب و تاب کے ساتھ جھلکتا ہے۔ نعت کہنے والے شعراء کی کمی نہیں لیکن صادق اور امین کی تعریف و توصیف کے لئے خود بھی "صادق" اور "امین" ہونا شرطِ اوّل ہے۔ عشقِ رسول ﷺ کا دعویٰ کرنا اور بات ہے مگر دردِ حبیب ﷺ سے دل میں تڑپ محسوس کرنا دوسری بات۔ جس طرح عالمِ بے عمل شجرِ بے ثمر کی طرح ہوتا ہے

اسی طرح نعت گو شاعر کو اگر دین سے لگاؤ نہ ہو تو اسکی زبان میں وہ اثر و تاثیر کہاں سے آئے گی جو ایک باریاضت شاعر کے دل میں موجود ہوتی ہے۔ فدا خالدی کی نعتوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ انھوں نے عشقِ رسول ﷺ میں ڈوب کر مدح سرائی کا حق ادا کیا ہے

فدا خالدی نے "صبح ولادت نبیٔ مکرم ﷺ" کے زیر عنوان مسدس میں رحمتِ دوعالم کے اوصافِ حسنہ اور ان کی اخلاقی تعلیم کو جس والہانہ انداز میں پیش کیا ہے وہ ان کی قادر الکلامی اور علومِ دینی سے شغف کا مظہر ہے۔

موجودہ ایٹمی اور انسان کش دور میں نعتیہ شاعری کی پہلے سے زیادہ ضرورت محسوس کی جاری ہے۔ یہ امر نہایت خوش آئند ہے کہ گزشتہ چند برسوں میں کچھ نئے پرانے شاعروں نے نعت جیسی مشکل اور نازک صنف پر خصوصی توجہ دی ہے ان میں بزرگ شاعر فدا خالدی دہلوی کا دم لبسا غنیمت ہے۔ خدائے بزرگ و برتر انہیں تا دیر سلامت رکھے۔ ان کے نعتیہ کلام کا تازہ مجموعہ "م ص" یقیناً اس گمری کی فضا میں ایک روشن مینار ثابت ہوگا۔ ذیل میں چند ایسے اشعار بہ نذر قارئین ہیں جو فدا خالدی کے مخصوص رنگ کا آئینہ دار ہیں ؎

خدا رکھے غمِ عشقِ نبی کو

محبت کے سکھاتا ہے قرینے

پڑی جن پر نگاہِ مہر اُن کی
منور ہو گئے ہیں ان کے سینے

عشقِ احمدؐ سے رہنما مل گیا
دل تھا بھٹکا ہوا راستہ مل گیا

شب کی قربت میں حق کا پتا مل گیا
وہ مجھے مل گئے تو خدا مل گیا

تم ہو بنائے دو جہاں صل علیٰ محمدؐ
حاصلِ لفظِ کُن فکاں صل علیٰ محمدؐ

مظہرِ حسنِ ذات ہو آئینۂ صفات ہو
تم سا کوئی بشر کہاں صل علیٰ محمدؐ

تم سے ہے لطفِ زندگی تم ہو بہارِ زندگی
تم پہ فدا فداؔ کی جاں صل علیٰ محمدؐ

وفا راشدی

۳۰ - ۱۲ - ۱۹۸۲ء

محمد بخش ہوشیار

نعت گوئی بھی غزل گوئی کی طرح عام ہے، لیکن جسطرح ہزاروں میں ایک غزل گو ادبی حلقوں کو اپنی جانب متوجہ کرنے میں کامیاب ہوتا ہے، اسی طرح نعت گو شاعر بھی، نعت گو شعراء کے انبوہِ کثیر اور جمِ غفیر سے نکل کر ادب مقدس کی اس صنفِ بلیغ میں اپنا مقام پیدا کرتا ہے، ایسے نعت گو شاعر جو اپنی کم علمی کی بناء پر، درایت بیزار روائیتوں کو صرفِ نعت کرتے ہیں "ایمان عامہ" کے لئے ایک حقیقی خطرہ ہوتے ہیں،

صحیح و سالم کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ رفعت و عظمت کا عرفان و ادراک عام نہیں ہے، لیکن آپؐ کی ذاتِ اقدس سے محبت وہ نعمتِ عظمیٰ ہے، جس کی تمنا ہر مسلمان کی آرزو ہے۔ آپ کی ذاتِ اقدس سے محبت اور عشق کی تڑپ شاعر کے دل میں وہ جذبے پیدا کر دیتی ہے، جس سے رسمی اور روایتی انداز کے نعت گو شعراء کے قلوب عموماً کم ہی آشنا ہوتے ہیں۔

جناب فداؔ خالدی نے مختلف اصنافِ سخن میں قادر الکلامی کا سکّہ رواں کرنے کے بعد نعت گوئی کی طرف توجہ منعطف کی ہے، جہاں تک ان کے اندازِ کلام، صفائی اور برجستگی کا تعلق ہے، ان کا سخن

وصفات کی ضمانت ان کے استاد، جانشین داغ دہلوی حضرت بیخود
دہلوی کی یہ رائے ہے کہ،

فدا دہلوی میرے اچھا شعر کہنے والے شاگردوں
میں سے ہیں، انہوں نے اس منزل کو بہت جلدی
طے کرلیا، میں اس کاوش کی داد دیتا ہوں۔

"آتش خوابیدہ" صفحہ ۵۔

"آتش خوابیدہ" مطبوعہ ۱۹۶۳ء جناب فدا خالدی کی رباعیات کا
کا مجموعہ ہے، ان رباعیات سے ان کی فکر کی ہمہ گیری اور ہمہ رسی واضح ہوتی
ہے، لیکن ان کا تازہ مجموعہ الموسوم "م۔ ص۔" نعتیہ منظومات، رباعیات
اور نعتوں پر مشتمل ہے، ان کے نعتیہ مضامین اگرچہ روایتی ہیں، لیکن انھوں
نے حضر باخدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار، کے اصول کو پیش نظر رکھا
ہے، حمد میں بھی ان کا تحیر عارفانہ ہے

کس نے پایا ہے کون پائیگا
فکر انساں سے ماوراء تو ہے۔

وجود باری کی یہ دلیل کتنی نادر ہے

تیرے منکر دلیل ہیں تیری — ان کے ہونے سے مدعا تو ہے

جناب فدا خالدی نے موزوں عنوانات کے تحت نعتیں لکھی
ہیں "ذکر حسین" کے تحت یہ دو شعر ملاحظہ ہوں۔

ہشیار کہ چھٹ جائے نہ دامانِ محمدؐ — اس راہ میں بھٹکا تو نہ دنیا کا نہ دیں کا

ہوتی ہے ہمہ وقت وہاں نور کی بارش — ہر ذرہ ہے خورشید مدینے کی زمیں کا

"ساقی کوثر" کے عنوان سے پوری نعت بے مثال ہے، چند شعر آپ بھی
ملاحظہ فرمائیں۔

غم عشق نبی ہے اور میں ہوں
حیاتِ دائمی ہے اور میں ہوں
نظر محوِ جمالِ مصطفےٰ ہے
مسلسل بے خودی ہے اور میں ہوں
نظر ہے ساقیٔ کوثر کی جانب
مکمل آگہی ہے اور میں ہوں

حمدیہ اور نعتیہ رباعیات، عشق الٰہی، عشق نبیؐ اور قدرت بیانی
کی آئینہ دار ہیں، مشتے نمونہ چند رباعیاں نقل کرتا ہوں۔

حل عقدۂ دشوار نہیں ہو سکتا
کیوں واقفِ اسرار نہیں ہو سکتا
ہستی کا ہر اک موڑ ہے درخشندہ دلیل
اللہ کا انکار نہیں ہو سکتا

عقبیٰ کے لئے پسند ہو جاتا ہے
دنیا میں بھی ارجمند ہو جاتا ہے
اللہ کے آگے جو بھی بندہ دل سے
جھکتا ہے تو سر بلند ہو جاتا ہے۔

عالم انہیں محبوبِ خدا کہتا ہے
اک آئینۂ صدق و صفا کہتا ہے
کیا شان محمدؐ ہے کہ اللہ اللہ
جو نام سنے صلِ علیٰ کہتا ہے

٭

لیسین کبھی لکھوں کبھی طٰہٰ لکھوں ۔ ہو ذکر سخاوت کا تو دریا لکھوں
الفاظ سہارا نہیں دیتے آقاؐ ۔ تم اس سے سوا ہو تمہیں جیسا لکھوں

فداؔ خالدی صاحب کی نعتیہ منظومات میں " صبحِ ولادتِ نبیٔ مکرمؐ "، " سیدالمرسلین "، " عالم نور "، " پہلی کرن "، بڑی روح پرور اور ایمان افروز ہیں، جناب فداؔ خالدی، قلندرانہ مزاج و طبیعت رکھتے ہیں، انھوں نے کبھی اپنے کلام کی اشاعت پر توجہ نہیں دی، اب یہ صرف فداؔ صاحب کے مخلصین بلکہ مخلصانِ ادب کا فرض ہے کہ وہ ان کے کلام کو اہلِ ذوق تک پہنچانے میں کوتاہی نہ برتیں

ع حیف در چشمِ زدن صحبتِ یار آخر شد — حیف برجان سخن گر بہ سخنداں نہ رسد

جناب فداؔ خالدی کی شہرت کا ایک حلقے تک محدود رہنا جناب فداؔ کا نہیں اردو ادب کا نقصان ہے،

وزیری پانی پتی
کراچی - ۲۸، نومبر ۱۹۹۲ء

شذرات

اقتضائے " وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ " یہی ہے کہ بنی نوعِ انسان، انسانیت کے نمونۂ اکمل اور حاملِ اسوۂ بے مثل و بے بدل کی مدح و ثنا میں رطب اللسان رہے جسکو اللہ نے صاحبِ خلقِ عظیم فرمایا ہے ..... چنانچہ ایسے تمام انسانوں پر بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں درود و سلام کے نذرانے پیش کرتے رہنا فرض ٹھہرا جن کے قلوب نورِ ایمان سے منور ہیں اور اللہ رب العزت نے انہیں حُبِّ سید الکونین کے جذبۂ صادق سے نوازا ہے۔

مندرجہ بالا آیۂ قرآنی کی رو سے قلبی تصدیق اور لسانی اقرار کے علاوہ عملی اور قلمی نہج پر بھی رسولِ مکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے تذکرے کو مقدم رکھنا لازمی ٹھہرا ..... چنانچہ ان خوش نصیبوں پر جنہیں علم و معرفت کی دولت عطا ہوئی اور بیان کی قوت اور اظہار کی قدرت ارزانی ہوئی یہ بھی لازم ہو گیا کہ وہ اظہارِ فکر و خیال کی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لا کر تذکرۂ رسولِ معظم صلے اللہ علیہ وسلم کریں اور آپ کی ذاتِ والا صفات سے شیفتگی کے اظہار کے ساتھ ساتھ آپ کے اسوۂ حسنہ، سیرتِ مطہرہ، اخلاقِ جلیلہ، اوصافِ حمیدہ، رفعتِ شان اور عظمت و بزرگی کے ذکر کو وظیفۂ زندگی بنالیں ... اور پیامِ رسالت و مقصدِ بعثت سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش میں عمر وقف کردیں۔

استاذی محترم مخدومی حضرت فداؔ خالدی دہلوی کو جہاں ربّ العزت نے اعلیٰ تخلیقی صلاحیتوں سے نوازا ہے اور علم و معرفت کے دریچے ان کے قلب پر فن کے غرفے ان کے وجدان پر اور رموزِ شاعری کے در اُن کی ذات پر وا کئے ہیں وہیں یہ توفیق بھی مرحمت فرمائی کہ وہ دولتِ الفتِ نبویؐ مدحتِ خیر البشرؐ کی شکل میں م۔ص۔ کے توسط سے عام کر رہے ہیں۔

استاذی محترم کا تعلق جس خانوادۂ سخن گویاں سے ہے اس خانوادہ کی زبان کی دھوم سارے جہاں میں ہے، اور یہ بات بلاخوفِ تردید کہی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس خاندانِ سخن گویاں کو فن پر مہارت تامّہ اور بیان پر قدرت کاملہ عطا کی ہے۔۔۔۔ اس خاندانِ سخن کے بزرگ ذوقؔ اور داغؔ مدحِ کے و جم سے چھٹکارا نہ پاسکے لیکن اب حضرت فداؔ خالدی دہلوی کو نعتِ شہِ کونین کے اعلیٰ نمونے منظرِ عام پر لانے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

حضرت فداؔ خالدی دہلوی کا نعت گوئی کی طرف مائل ہونا ہم صغیروں کی نظر میں تو اثرِ بہار ہی ہوگا کیونکہ بقول جناب غیاث اللہ آبادی

[illegible] یہ عہد عہدِ نعتِ رسولِ کریمؐ ہے۔

۔۔۔ لیکن عمیق نظر رکھنے والے اس بات کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس نوائے عاشقانہ کی اساس جذبۂ حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت، احساس کی واقعیت اور خلوص کی حرارت پر ہے۔

استاذی محترم کو اللہ تعالیٰ نے جہاں فکر و نظر کی گہرائی، فنی پختگی، قدرتِ اظہار، قوتِ بیان، رفعتِ تخیل، طہارتِ خیال کا سرمایہ عطا فرمایا ہے وہیں خلوص کی دولتِ بے پایاں بھی عطا کی ہے۔۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ موصوف جس قدر شعر کہنے اور شعر کی فنی، لسانی اور عروضی ندرتوں کو سمونے میں مشقت کرتے ہیں اسی قدر عوام کے سامنے اپنا کلام پیش کرنے سے گریزاں بھی رہے۔۔۔ استاد تحسینِ ناشناس سے اس قدر گھبراتے ہیں کہ اپنے تلامذہ کو بھی اپنے اشعار سے زیادہ قدماء کے اشعار سناتے ہیں۔ ظاہر ہے پہلو تہی کرنے کا یہ عالم ہے کہ استاذ ان نشستوں میں بھی شرکت نہیں کرتے جو صرف انہیں کے اعزاز میں منعقد کی جاتی ہیں۔ اور استاد کا یہی رویہ ادبی رسائل، اخبارات اور ذرائع ابلاغ تک ان کے کلام کی رسائی میں مانع ہے۔

میرے خیال میں استاد کو ہجرت راس نہیں آئی اور پاکستان میں استاد اس ماحول سے تطابق پیدا نہ کر سکے جو ان کے مزاج کے خلاف تھا۔۔۔۔ ورنہ دہلی میں استاد نے جو ہنگامہ خیز اور ہنگامہ پرور زندگی گزاری اس کے پیشِ نظر یہ تصور بھی محال تھا کہ ساری دلی کو الٹ دینے والا اور دہلی کی ادبی فضا پر چھا جانے والا شاعر کراچی میں آکر اس قدر خاموشی اختیار کرے گا کہ سوچنے والوں سے سلام [illegible] گے۔

لیکن اس سکوت اور مذہبِ شہرت و ناموری سے ارتداد کی تہہ میں اس ماحول سے اجتناب کی خواہش کار فرما نظر آتی ہے جس میں ہر پہلا شعر کہنے والا مبتدی، میر و میرزا کا ہم پلّہ اور فکر کی وادیوں میں قدم رکھنے کا صرف ارادہ کر لینے والا شخص، افلاطون و ارسطو کی کج فہمیوں اور فکری تسامحات پر معترض بھی ہے اور سقراط کے قصرِ تفکر کو جڑ بنیاد سے اکھاڑ پھینکنے پر آمادہ بھی۔

یہ دور ''کاتا اور لے دوڑی'' والا دور ہے اور استاد برسوں کی خلوت گزینی کے بعد کہیں اشاعتِ کلام پر آمادگی کا اظہار کرتے ہیں۔ حال یہ ہے کہ ''آتشِ خوابیدہ'' (مجموعۂ رباعیات مطبوعہ ۱۹۶۳ء) کی طباعت کے انیس سال بعد اب استاد نے اپنے مداحوں کو بڑی مشکل سے م۔ ص۔ کی اشاعت کا اذن دیا ہے۔

حالانکہ سرمایۂ کلام کی کوئی کمی نہیں اور طباعت کے ذرائع بھی میسر ہیں ۔۔۔ لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ دنیا جس قدر ظاہر پرست اور شہرت طلب ہوتی جا رہی ہے استاد اسی رفتار سے بیابانِ گمنامی کی طرف بھاگ رہے ہیں ۔۔۔ ورنہ نہ تو کلام کی خوشبو اتنے طویل عرصے تک چھپائے جا سکتی تھی اور نہ شعر کی سحر کارانہ تاثیر کو عوام و خواص کے ریاضِ دل پر بہار بن کر چھا جانے سے روکا جا سکتا تھا۔

آخر میں یہ وضاحت کرنا ضروری ہے کہ مجھے جرأتِ خامہ فرسائی

محض اس وجہ سے ہوئی ہے کہ استاد کی ذات کے چند پہلوؤں پر سے پردہ اٹھانا مقصود تھا۔

استاد کی شاعرانہ عظمت پر کچھ لکھنا نہ تو میرا منصب ہے اور نہ ہی میں اس کا اہل ہوں۔

البتہ اس سعادت کے حصول پر میں اللہ تعالیٰ کا جس قدر شکر ادا کروں کم ہے کہ ۱۹۸۱ء کے اواخر میں مدحتِ شاہ کونین کا انتخاب ''جواہر النعت'' پیش کرنے کے بعد اب ۱۹۸۳ء کے اوائل میں استاذی محترم حضرت فدا خالدی دہلوی کا نعتیہ کلام مرتب کرنے کی توفیق بھی بارگاہِ رب العزت سے مجھ گنہگار ہی کو ارزانی ہوئی۔

(عزیز صابری)

مُقدّمہ

جناب ڈاکٹر ارشاد الحق قدوسی

بخاری شریف میں ایک حدیث ہے جس کے راوی حضرت ابی العالیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں وہ صلوٰۃ کے معنی مدح وثناء کے لیتے ہیں اور قرآن کی آیت "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ" کے معنی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے ملائکہ مدح وثناء کرتے ہیں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مومنو! تم بھی ان کی مدح وثناء کرو۔ اور ان کے لئے سلام بھیجو اس روایت کے اس مفہوم کے پیشِ نظر شعرائے کرام نے ہر زمانے اور ہر زبان میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنی عقیدت اور محبت کے اظہار کے لئے قصیدے لکھے۔ حضرت حسان بن ثابتؓ کے لیے خود حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔

"اللّٰهم ايده بروح القدس" عہدِ نبوی صلعم میں جن شعرائے کرام نے نبیٔ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح وثناء میں قصائد لکھے ان میں حضرت کعب بن زہیر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کی تعریف تو خود افضل الانبیاء صلعم نے فرمائی ہے۔

حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے بعد جو قصائدِ عرب شعراء

لکھے ان میں امام بوصیریؒ کا قصیدہ بُردہ بہت مقبول ہوا، جو آج بھی محافل میں پڑھا جاتا ہے ---- بہر حال اس کا درجہ حضرت حسان بن ثابتؓ کے اشعار سے زیادہ بلند اور ارفع نہیں ہے۔

حضرت حسانؓ فرماتے ہیں ؎

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنٌ

اے حبیب خدا کی آنکھ نے آج تک تم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔

وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

اور تم سے زیادہ حسین کوئی عورت بچہ نہ جن سکی

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ

یا رسول اللہ صلعم اللہ نے آپ کو تمام عیوب سے مبرّا بنا کر پیدا کیا ہے

كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

گویا آپ کی پیدائش اللہ نے آپ کی مرضی کے مطابق کی ہے۔

نہ صرف عظیم المرتبین اور بڑے شعراء نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے بلکہ جب حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو انصار کی چھوٹی چھوٹی بچیوں نے آپ کا استقبال کرتے ہوئے یہ شعر پڑھے۔

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ　　يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارٍ

غرض کہ نعت نے اسلامی اخوت، برادری، سالمیت، اور ملی یکجہتی کے جذبات کے استحکام میں جو کردار ادا کیا ہے وہ ناقابلِ تردید حقیقت ہے۔ نعت نے نبی اکرم صلعم سے لیکر عصرِ حاضر تک ایک ایسے مضراب کا کام انجام دیا جس سے اسلامی غیرت، حمیت اور اخوت کے تاروں کو جنبش ہوتی ہے اور محبت اور عقیدت کے ان جذبات کو فروغ حاصل ہوتا رہا ہے جس پر ہماری ملی قوت، بقا اور ارتقاء کا انحصار ہے۔ ہندوستان میں مسلم حکومت کے زوال کے بعد مسلمان ذلت اور خوابِ غفلت کا شکار ہوئے تو مولانا حالیؔ کے ان اشعار نے ان کے شعور کو بیدار کیا۔ مثلاً

فریاد ہے اے کشتیِ امت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے
امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

اور اس کے بعد ملتِ اسلامیہ کے احیاء اور تحریکِ پاکستان کے استحکام میں نعت نے بڑا اہم کام انجام دیا۔

چنانچہ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں ؎

کرم اے شہِ عرب و عجم کہ کھڑے ہیں منتظرِ کرم
وہ گدا کہ تو نے عطا کیا ہے جنہیں دماغِ سکندری

آزادی کی تحریک ہو، خلافت کی تحریک ہو، بلقان اور طرابلس

کی لڑائیاں ہوں یا تحریکِ پاکستان ہو، جس چیز نے ہمت و حوصلے بلند کئے، جذبوں میں صداقت اور لگن میں اخلاص پیدا کیا، جس چیز نے مسلمانوں میں ایثار و قربانی اور اسلامی اخوت اور ملی یکجہتی کو فروغ دیا وہ صرف نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھی۔ الغرض نعت ایک ایسی کیمیا ہے جو امتِ مسلمہ کی انفرادی اور اجتماعی طور پر ان کے تمام اخلاقی، سماجی، تمدنی، ثقافتی اور سیاسی اور اقتصادی امراض کی دوا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے اسی لئے حضرت سعدیؒ نے فرمایا ؎

بلغ العلیٰ بکمالہٖ
کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ
صلوا علیہ و آلہٖ

اور پھر فرمایا ؎

نہ حسنش آخرے دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہم چناں باقی

مدحِ رسول صلعم واقعی ایک دریا ہے جس کی تہہ تک نہ پہنچا جا سکتا ہے اور نہ ہی آج تک کسی نے اس کا حق ادا کیا ہے۔ نعتِ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی اسی اہمیت اور افادیت کے پیشِ نظر ہر عہد میں شعرائے کرام نے اس

کیمیا کے ذریعے ملت کے احیاء اور اسلام کے ارتقاء میں اہم کردار انجام دیا ہے۔ قرآن مجید کا تذکرہ ہو یا قرآن ناطق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر، دونوں نہ صرف خیر و برکت کا باعث ہیں بلکہ اطمینانِ قلب اور روح کی تسکین کا سبب ہیں۔

نعت گوئی کا سلسلہ عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے جاری ہے اور **انشاء اللہ** تا قیامِ قیامت جاری رہیگا۔۔۔ لیکن نعت گوئی کوئی آسان کام نہیں ہے۔ جب تک رسول اللہ صلعم کی محبت سے قلب منور نہ ہو مؤثر اور کیف انگیز نعت لکھنا ناممکن ہے ؎

ارشاؔد وہی دل وہی کعبہ وہی بطحا
جس دل میں ہوتا باقی عرفانِ محمدؐ

اس لئے نعت گوئی کے سلسلے میں صرف وہی شعراء کامیاب ہوتے ہیں جنھوں نے اپنے دلوں میں محبتِ رسولؐ کی باضابطہ پرورش کی ہے اور اپنے فکر و نظر کی تربیت میں محبتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو اساس بنایا ہے اور اپنے قلب و روح کو احتیاط و احترام کا خوگر بنایا ہے۔ ورنہ جذبات ہمیشہ دامنِ احتیاط چھوڑ دیتے ہیں۔

نعت گوئی کے لئے ضروری ہے کہ ہم سیرت، مرتبۂ رسالت، مقصدِ نبوت، قرآن اور حدیث پر گہری نظر رکھتے

ہوں کیونکہ بعثتِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم تاریخِ عالم کا عظیم ترین انقلاب ہے اور رحمۃٌ للعالمین کا ظہور انسانی قدروں کے فروغ اور انسانیت کی معراج کی ضمانت ہے۔ کیونکہ آپ نے صلح و آشتی اور امن و انصاف، انسانی مساوات اور اخلاص کی راہ دکھاکر خالق و مخلوق کے رشتوں کو واضح کیا۔ اخلاقی، معاشرتی، تہذیبی، تمدنی، علمی و عمرانی، سیاسی و معاشرتی اور انسانی ضابطۂ حیات کی اصلاح اور فلاح کے اصول مرتب کرکے اور اپنے قول و فعل کے ذریعے عالمِ انسانیت کو امن و محبت کی راہوں پر گامزن کیا، توحیدِ ربانی اور وحدتِ انسانی کا سبق پڑھایا اور قرآنِ حکیم کی صورت میں ایک مکمل آئینِ حیات عطا کیا۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاں ہمارے دلوں کو نورِ ایمان سے منور فرمایا وہیں یہ بھی فرمایا، "جب تک میری محبت تمہارے دلوں میں تمہارے باپ اور بیٹے اور محبوب ترین لوگوں سے بھی زیادہ نہ ہو گی تم مومن نہیں ہو سکتے"۔ حقیقت یہی ہے کہ محبت سپردگی کا نام ہے۔ ہم اللہ کے انعام کے حقدار اسی وقت ہو سکتے ہیں جب ہمارے دل محبتِ نبیؐ سے سرشار ہوں۔۔ اور نعت اسی نورِ ایمانی کو پیدا کرنے کا اہم ذریعہ اور وسیلہ ہے۔

قرآن مجید نے اسی جذبۂ محبت کی تصدیق ان الفاظ میں کی ہے "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ"۔ نبی

صلے اللہ علیہ وسلم مومنین کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہیں" اس نکتے کو سب سے زیادہ صوفیائے کرام نے سمجھا اور انھوں نے محبتِ رسول اور سنتِ رسول کی تعلیم اور تبلیغ کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں اسلئے نعت جہاں محبت اور عقیدتِ رسول کے فروغ کا سبب ہے وہیں تزکیہ نفس، تجلیہ قلب اور تطہیر فکر و نظر کا ایک اہم ترین محرک بھی ہے۔ تسلیم و رضا، صبر و تحمل، ضبطِ نفس اور وفاداری بشرطِ استواری صرف اور صرف نعت ہی کے ذریعے معرضِ وجود میں آتی ہے۔

نعت، مدح کا دوسرا نام ہے۔ لیکن ممدوح شبیہ کونین اور مدح کے وجہ میں بڑا فرق ہے، اسی لئے عرفی نے کہا ہے

عرفی مشتاب ایں رہ نعت است نہ صحرا
آہستہ کہ رہ بر دمِ تیغ است قدم را

یعنی اے عرفی جلدی مت کر یہ نعت کا راستہ ہے جنگل نہیں ہے۔ آہستہ چل کہ اس راہ پر چلنا ایسا ہی ہے جیسے تلوار کی دھار سے گزرنا۔ ثنائے رسول صلعم میں غلو شرک کا سبب بھی بن سکتا ہے اور شرک ایسا گناہ عظیم ہے جسے اللہ کبھی معاف نہیں فرماتا، اسی لئے غالب یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است

نعت شاعری کی مشکل ترین صنف ہے اس لئے کہ

اس میں ایک طرف جذباتِ محبت ہوتے ہیں اور دوسری طرف احکام شریعت، اور یہ خطرہ ہوتا ہے کہ کسی بھی پہلو میں افراط و تفریط نہ ہو جائے اسطرح یہ آگ اور پانی کو یکجا کرنے کے مانند ہے۔ اس لئے وہ شعراء جو نعت بھی کہتے ہیں، ملت کے احیاء اور اسلام کے نشاۃ الثانیہ، محبتِ رسول کی تخلیق اور قلوب میں دینی حمیت اور اسلامی اخوت کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ عشقِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہماری ملی اخوت اور اسلامی محبت کی اساس ہے۔ یہی وہ پلیٹ فارم ہے جس کو اساس بنا کر تحریکِ قیامِ پاکستان کو روبعمل لایا گیا۔۔۔ اور یہی وہ اساس ہے جس کے ذریعے نظامِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کو ممکن العمل بنایا جا سکتا ہے اسی لئے اقبال نے فرمایا تھا۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

عشقِ رسول کو فروغ دینے میں نعت ایک ایسی کیمیا ہے۔ جس کی اثر افروز قوت نے ہر دور میں مسلمانوں کو راہِ صداقت پر گامزن ہونے کی ترغیب دی ہے اس لئے محترم فدا خالدی دہلوی کا زیرِ نظر مجموعۂ نعت "م ص" اسلامی اخوت، دینی حمیت اور عشقِ رسول کو فروغ دینے کے سلسلے میں بڑی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ ان کے مجموعے کے مطالعے سے نہ صرف ان کے زبان و بیان

کی شائستگی، قدرت اور غیر معمولی حُسن کا اندازہ کیا جاسکتا ہے بلکہ ان کے خیال کی لطافت اور بلاغت کا بانکپن اور جمال دلوں میں اللہ کے رسول ؐ کے لیے شیفتگی کا جذبہ پیدا کر کے محبت اور سرشاری کی وہ کیفیت بیدار کرتا ہے کہ انسان دولت ایمان سے بہرہ ور ہوجاتا ہے اس کا دل عشقِ رسول ؐ کی بے تابی کا محور بن جاتا ہے۔

جناب فدا خالدی دہلوی، حضرت بیخود دہلوی کے شاگرد ہیں۔ اس لئے زبان و بیان پر انھیں مہارت تامہ اور قدرت کاملہ حاصل ہے، جہاں وہ دیگر اصناف، نظم، غزل، رباعی وغیرہ میں اپنی عظمت فن کا لوہا منوا چکے ہیں وہیں ان کا زیر نظر مجموعۂ نعت م. ص. ان کی شاعرانہ عظمت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی بے پناہ عقیدت اور محبت کا آئینہ دار اور قابلِ قدر شاہکار ہے۔ جناب فدا خالدی صاحب کا یہ مجموعۂ نعت ایسی نعتوں اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایسی نظموں پر مشتمل ہے جس کے ہر شعر میں عشق رسول ؐ کا جذبہ اور اخلاصِ فکر کا سیلاب موجزن ہے۔ اور ان کے بقول اس حقیقت کا آئینہ ہے ؎

کلیجے سے لگا رکھا ہے غم میں نے شہہ دیں کا
کہ اس غم میں حیاتِ دائمی محسوس ہوتی ہے

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید کے مطابق جناب فدا خالدی صاحب کے زیر نظر مجموعے کی سب سے بڑی خصوصیت یہی ہے کہ ان کی نعتیں مشکِ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی رچی اور بسی ہوئی ہیں کہ قاری خود بخود ان کے مطالعے سے سرشاری کی کیفیت سے لطف اندوز ہونے لگتا ہے کہ بے خودی میں خود ہی انہیں بار بار پڑھنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ اور ان کی نعتوں کے ہر شعر میں وہ حُسن اور جمال ہے اور ایسا کیف انگیز تاثر ہے کہ پڑھنے والے کا دل عشق رسول ؐ کی تڑپ اور بے تابی محسوس کرنے لگتا ہے۔

جناب فدا خالدی صاحب کا یہ عظیم کارنامہ، پاکستان کے قیام کے اصل مقصد یعنی نفاذِ اسلام کی کاوشوں کو کامیاب کرنے کی سمت میں ایک اہم اقدام ہے کیونکہ عشقِ رسول ؐ کے بغیر دین سے ہماری وابستگی ناممکن ہے اور ان کی نعتیں قاری کے دل کے تاروں میں عشق رسول ؐ کا سُرور پیدا کرتی ہیں اور یہی عشق رسول ؐ ہماری دینی حمیت کی بیداری کا معیار بھی ہے اور اساس بھی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد

گزرے مقامِ شکر سے مشتِ غبار کیا
تیری نوازشات کا ہوگا شمار کیا

دیوانے مطمئن ہیں کہ ادراک ہی نہیں
تجھ تک پہنچ سکیں ہیں مگر ہوشیار کیا

کیا آفتاب حسنِ کرم کی دلیل ہے
ذرّے نہیں ہیں نور کے آئینہ دار کیا

ہے تیرا نام باعثِ تسکینِ زندگی
دل کو بغیرِ ذکر ملے گا قرار کیا

کانٹے گلوں کے ساتھ میں پاتے ہیں پرورش
دیکھی نہیں ہے قدرتِ پروردگار کیا

تو ربِّ دوجہاں ہے مجھے کیوں یقیں نہ ہو
میری نظر سے دور ہیں لیل و نہار کیا

کیوں حرفِ مدعا سے ہوں لب آشنا فدا
اُس پر نہیں ہے حال مرا آشکار کیا

آشنا کیا ہو کوئی حسنِ کرشمہ ساز سے
ہر نظر کے سامنے ہے وہ نئے انداز سے

فدا خالدی
دھلوی

حمد

ابتدا تو ہے انتہا تو ہے
اے خدا لائقِ ثنا تو ہے
ساری دنیا پکارتی ہے تجھے
ساری دنیا کا آسرا تو ہے
تجھ کو زیبا ہے تیری شانِ غرور
کون ہے تجھ سا اے خدا تو ہے
سب کے دل میں قیام ہے تیرا
سب کی نظروں سے لاپتا تو ہے
کس نے پایا ہے کون پائے گا
فکرِ انساں سے ماورا تو ہے
تیرے منکر دلیل ہیں تیری
اُن کے ہونے سے مدعا تو ہے
حمد کس سے بیاں ہو اسکی فدا
کیا تری فکر اور کیا تو ہے

اَللہُ غنی رتبہ عالی شہِ دیں کا
ہے عرشِ معلی پہ قدم خاک نشیں کا
ہشیار کہ چھُٹ جائے نہ دامانِ محمدؐ
اس راہ میں بھٹکا تو نہ دنیا کا نہ دیں کا
آئینۂ قرآنِ مبیں ہے تری سیرت
رحمت ہے ہر اک لفظ ترے ذکرِ حسیں کا
ہوتے نہ اگر وہ تو کوئی چیز نہ ہوتی
کونین میں جو کچھ بھی ہے صدقہ ہے انہیں کا
ہوتی ہے ہمہ وقت وہاں نور کی بارش
ہر ذرہ ہے خورشید مدینے کی زمیں کا
مانع ہے آدابِ شریعت ترے در پر
کچھ اور ارادہ تھا محبت میں جبیں کا
رہتا ہے فدا روضۂ اقدس جو نظر میں
یہ پھل ہے حقیقت میں ترے ذوقِ یقیں کا

غمِ عشقِ نبیؐ ہے اور میں ہوں
حیاتِ دائمی ہے اور میں ہوں
نظر محوِ جمالِ مصطفیٰؐ ہے
مسلسل بے خودی ہے اور میں ہوں
ہیں دل پر داغ ہائے ہجرِ احمدؐ
بہارِ زندگی ہے اور میں ہوں
کرم اتنا کرم! ایسی نوازش
محبت آپ کی ہے اور میں ہوں
نظر ہے ساقیِ کوثرؐ کی جانب
مکمل آگہی ہے اور میں ہوں
پہنچ جاؤں گا میں اک دن مدینے
جنوں دیوانگی ہے اور میں ہوں
فدا ہیں گنبدِ خضرا پہ نظریں
تجلی طور کی ہے اور میں ہوں

جلوۂ معتبر چاہیئے
اعتمادِ نظر چاہیئے
ڈھونڈلے انکا نقشِ قدم
وہ جسے راہبر چاہیئے
دل سے بھیجو درود و سلام
ان کا دیدار گر چاہیئے
یادِ شب کی ستانے لگی
سوئے طیبہ سفر چاہیئے
مجھکو جنت کا ارماں نہیں
آپ کی اک نظر چاہیئے
لے دیارِ نبیؐ آگیا
اور کیا بے خبر چاہیئے
دل کو جو دل بنائے فدا
ایسا آئینہ گر چاہیئے

شہؐ دیں سامنے ہوں گے نظر رخ پر جمی ہوگی
سامت جس کو کہتے ہیں نظارے کی گھڑی ہوگی

م فرمائینگے خود شافعِ محشر سرِ محشر
ہ آنکھیں مسکرائیں گی جن آنکھوں میں نمی ہوگی

راک دل میں مکینِ نورِ خدا تو ہو نہیں سکتا
ہ جس دل کو نوازیں گے اُسی میں روشنی ہوگی

ہمارا نام لے کر دل کو میں بیدار کر لونگا
ہاں محسوس کچھ دردِ محبت میں کمی ہوگی

حبت کام آئے گی عقیدت رنگ لائے گی
مجھے کامل یقیں ہے دید اک دن آپ کی ہوگی

تمہارے نام سے تسکیں ملیگی قلبِ مضطر کو
ہارے ذکر سے حاصل بہارِ زندگی ہوگی

دا جا کر مدینے میں پئینگے شہؐ کے ہاتھوں سے
بجھے گی تشنگی دل کی وہیں اب میکشی ہوگی

نوازا اِس قدر حُبِ نبیؐ نے
جب آنکھیں بند کیں پہنچے مدینے

نگاہِ شاہِ دیں وجہِ سکوں ہے
اِسی ساحل پہ لگتے ہیں سفینے

خدا رکھے غمِ عشقِ نبیؐ کو
محبت کے سکھاتا ہے قرینے

پڑی جن پر نگاہِ مہر اُن کی
منوّر ہو گئے ہیں اُن کے سینے

بہت دشوار ہے روضے سے اٹھنا
سہارا دے دیا ہے بیخودی نے

نگاہِ ساقیؐ کوثر ہے مجھ پر
کہاں پہنچا دیا ہے تشنگی نے

فدا جو کر گزر جاتی ہے ظلمت
جسے اپنا لیا ہے روشنی نے

جو تجلی شناس ہوتا ہے۔
شب کے روضے کے پاس ہوتا ہے
نام لیتا ہوں جب محمدؐ کا
دور دل سے ہراس ہوتا ہے
اس کو ملتی ہے آپ کی قربت
رنج و غم جس کو راس ہوتا ہے
کھلتا ہے بہارِ طیبہ سے
دل مرا کب اُداس ہوتا ہے
جس پہ ان کی نگاہ پڑ جاتے
بس وہی حق شناس ہوتا ہے
پا ہی لیتا ہے سرورِ دیں کو
عشق جسکی اساس ہوتا ہے
اے فدا وہ بلائیں گے تجھ کو
اس قدر کیوں اُداس ہوتا ہے

غمِ ہجرِ مصطفٰےؐ میں مری جاں سلگ رہی ہے
کبھی آگے ہو زیارت یہی لو لگی ہوئی ہے
تری یاد میرا ایماں ترا ذکر زندگی ہے
مجھے ورد سے نوازا تری بندہ پروری ہے
نہ جنوں ہی پا سکا ہے نہ خرد سمجھ سکے گی
مری چشمِ دور بیں میں جو مقامِ بندگی ہے
ابھی اور کچھ توجہ ابھی اور کچھ نوازش
ابھی فاصلے ہیں باقی ابھی قرب میں کمی ہے
میں چلا ہوں اپنے گھر سے یہی سوچ کر مدینے
مرا کام جستجو ہے ترا کام رہبری ہے
نہ ہوا ہے کوئی تجھ سا نہ جہاں میں کوئی ہوگا
تو حبیبِ کبریا ہے تجھے زیبِ سروری ہے
مجھے اے فدا یقیں ہے کبھی دید ان کی ہوگی
مرا دل تڑپ رہا ہے مری آنکھ میں نمی ہے

اب پیشِ نظر روضۂ سلطانِ اُمم ہے
اب خلد کے نزدیک ہیں کس بات کا غم ہے

یہ ان کی عنایت کہ محبت مجھے بخشی
میں یاد انہیں کرتا ہوں یہ انکا کرم ہے

روشن نظر آتے ہیں ابھی تو مرے آنسو
اب تک تو خدا رکھے محبت کا بھرم ہے

کیا سادہ مزاجی ہے کہ ہے دوش پہ کملی
قدموں میں مگر عظمتِ اسکندر و جم ہے

اے دل نہ تڑپ آ ہی گئے نزدِ مدینہ
جنت جسے کہتے ہیں وہ دو چار قدم ہے

حیران ہوں تشبیہ کسے دوں شہِ دیں سے
جو چیز ہے اُس مرتبۂ خاص سے کم ہے

یہ بات سمجھتے ہیں فقط اہلِ محبت
جو اُن پہ فدا ہے اُسے رنج نہ غم ہے

شہِ دیں کی طلب میں زندگی محسوس ہوتی ہے
جہاں تک دیکھتا ہوں روشنی محسوس ہوتی ہے

ابھی ٹوٹا نہیں ہے سلسلہ اُن کی توجہ کا
ابھی تو میری آنکھوں میں نمی محسوس ہوتی ہے

کلیجے سے لگا رکھا ہے غم میں نے شہِ دیں کا
کہ اس غم میں حیاتِ دائمی محسوس ہوتی ہے

کرم شیوا ہے ان کا وہ کرم فرما رہینگے لیکن
مجھے اپنی محبت میں کمی محسوس ہوتی ہے

یہ کس محفل میں لے آیا مرا ذوقِ طلب مجھکو
یہاں تو زندگی ہی زندگی محسوس ہوتی ہے

مدینے کی فضائیں کیف آگیں، روح پرور ہیں
سرور آنکھوں میں دل میں سرخوشی محسوس ہوتی ہے

یہاں تک راس آئی ہے نسبت سرورِ دیں کی
فدا آنسو بہا کر بھی خوشی محسوس ہوتی ہے

عشقِ احمد ملا رہنما مل گیا
دل تھا بھٹکا ہوا راستا مل گیا

شہ کی قربت میں حق کا پتا مل گیا
وہ مجھے مل گئے تو خدا مل گیا

جو سوالی بنے در پہ سرکار کے
اُس کو اُس کی طلب سے سوا مل گیا

وہ جبیں رشکِ مہتاب ہو کر رہی
جسکو سنگِ درِ مصطفیٰ مل گیا

دل تڑپنے لگا آپ کی یاد میں
دائمی زیست کا آسرا مل گیا

وہ دو عالم پہ ہیں آج چھائے ہوئے
جنکو عشقِ شہِ دوسرا مل گیا

ہاتھ خالی نہ آئے مدینے سے ہم
جو مقدر میں تھا اسے سوا مل گیا

مجھے شاہِ دیں کی تلاش ہے ، کہ جہاں میں ایسا سخی نہیں
جو وہ مل گئے تو کہیں مجھے ، کسی چیز کی بھی کمی نہیں

مری زندگی تری جستجو ، تری جستجو مری آرزو
کہ مری نظر میں ہے تو ہی تو ، مرے دل پہ رنگِ دوئی نہیں

یہ جمالِ انجم و کہکشاں ، یہ بہارِ لالہ و بوستاں
وہ مقام کون سا ہے جہاں ، مرے شہ کی جلوہ گری نہیں

مرے رہنما مرے راہبر ، ابھی اک نگاہِ کرم ادھر
کہ بھٹک نہ جاؤں اِدھر اُدھر ، مرے ساتھ اور کوئی نہیں

جو مقامِ قرب تمہیں ملا ، وہ نصیب اور کسے ہوا
جہاں تم ہو سرورِ انبیاء ، وہاں اور کوئی نبی نہیں

ابھی اور پردے اٹھائیے ، ابھی اور جلوے دکھائیے
مئے دید اور پلائیے ، ابھی آگ دل کی بجھی نہیں

میں فدا فدائے شہِ ھُدیٰ ، مجھے کام اور کسی سے کیا
مجھے اُن کے ذکر سے واسطہ ، مرے دل میں اور کوئی نہیں

شہرِ محبوبِ رب مدینہ ہے
رحمتوں کا سبب مدینہ ہے

اسم مدینہ ضرور دیکھیں گے
لب پہ جو روز و شب مدینہ ہے

جن نگاہوں میں پہلے دنیا تھی
ان نگاہوں میں اب مدینہ ہے

سر فرشتے جہاں جھکاتے ہیں
وہ مقامِ ادب مدینہ ہے

شہ کی قربت خدا کی قربت ہے
عرش سے دور کب مدینہ ہے

قلب بھی شاد روح بھی مسرور
وجہِ عیش و طرب مدینہ ہے

دیکھتا ہوں خدا کی شان فدا
کیا بتاؤں عجب مدینہ ہے

مدینہ وادیِ سینا نہیں ہے
چلے آؤ کوئی خطرہ نہیں ہے

کھچا جاتا ہے وہ بھی ان کی جانب
کبھی جس نے انہیں دیکھا نہیں ہے

تمہیں ہو حاصلِ حُسنِ دو عالم
دو عالم میں حسیں تم سا نہیں ہے

شریعت معرفت بخشش کا مژدہ
تری قربت میں آقا کیا نہیں ہے

بشر ہیں وہ مگر کیسے بشر ہیں
زمانہ یہ ابھی سمجھا نہیں ہے

چلے کوئی ترے نقشِ قدم پر
تو دنیا دین ہے دنیا نہیں ہے

فدا ہو کر فدا شاہِ اُمم پر
بہشت کچھ پا لیا کھویا نہیں ہے

نظر پہنچی مری کون و مکاں تک
اندھیرے روکتے مجھکو کہاں تک

جدھر دیکھوں نظر آتا ہے روضہ
محبت مجھکو لے آئی یہاں تک

نکل آئی مری کشتی بھنور سے
تمہارا نام آیا تھا زباں تک

توجہ تم نہ فرماؤ تو آقا
نہیں ملتا حقیقت کا نشاں تک

تمہارا ذکر ہی کرتے رہیں گے
خدا توفیق دے ہمکو جہاں تک

جنہیں دشواریاں ہیں زندگی میں
چلے آئیں درِ شاہِ زماں تک

فدا دیکھیں گے اک دن شاہِ دیں کو
پہنچتے ہجر کے صدمے کہاں تک

پا رہے ہیں ہم مدینہ وال کے پاس
یعنی ہیں ہر وقت اب منزل کے پاس

یوں صحابی ہیں قریبِ شاہِ دیں
جیسے تارے ہوں مہِ کامل کے پاس

سامنے ہے روضۂ محبوبِ حق
لو سفینہ آ گیا ساحل کے پاس

آپ کی چشمِ کرم کی آرزو
اور کیا ہے آپ کے سائل کے پاس

اور بڑھنے دو مدینے کا خیال
شوق خود لیجائیگا منزل کے پاس

رحمتِ عالم کرم فرمائیے!
کون آئے آپ کے بسمل کے پاس

جاگ اٹھتی ہے فدا جس میں حیات
آ گیا ہوں میں بھی اُس محفل کے پاس

تسکینِ دل نہ ہو مجھے آرامِ جاں نہ ہو
مرجاؤں اُنؐ کا نام جو وردِ زباں نہ ہو

سوزِ غمِ رسولؐ چھپانے کی چیز ہے
دل یوں سلگ کے راکھ ہو پیدا دھواں نہ ہو

اُس دن کا انتظار ہے وہ دن کب آئیگا!
میں اُن کے سامنے ہوں کوئی درمیاں نہ ہو

ان کے کرم کی بات ہے دنیا ہے مہرباں
وہ مہرباں نہ ہوں تو کوئی مہرباں نہ ہو

کب سے ہے بے قرار تلاشِ رسولؐ میں
اَللّٰہ میرے دل کی طلب رائیگاں نہ ہو

کیسی بہار ایک بھی غنچہ نہ کھل سکے
جب تک لبِ حضورؐ تبسم فشاں نہ ہو

روضے کو اُن کے دیکھ کے دم توڑ دوں فداؔ
جینا گراں سہی مجھے مرنا گراں نہ ہو

مری زندگی کا حاصل غمِ سرورِ اُممؐ ہے
مرے داغِ دل سلامت یہ بہار کوئی کم ہے

مری عمر کٹ رہی ہے ترے ذکر کے سہارے
کبھی درد میرے دل میں کبھی آنکھ میری نم ہے

ترے آستاں کی عظمت کوئی اہلِ دل سے پوچھے
یہ وہ آستاں ہے جس پر سرِ جبرئیل خم ہے

مجھے درد اپنا بخشا یہ ہے آپ کی نوازش
میں جو یاد کر رہا ہوں یہ سب آپکا کرم ہے

مرا دل لرز رہا ہے ترا وصف کیا بیاں ہو
تو حبیب ہے خدا کا تری ذات محترم ہے

مجھے وہ سکوں ملا ہے ترے عشق کی بدولت
نہ خوشی کوئی خوشی ہے نہ الم کوئی الم ہے

تو خیال میں چلا جا کبھی اے فداؔ مدینے
یہ وہ راستہ ہے جس میں کوئی پیچ ہے نہ خم ہے

اے حشر و نشر کی فکر کیا جو ہے تمہاری نگاہ میں
کبھی رنگ و نور کے سائے میں کبھی رحمتوں کی پناہ میں

اسے دل ہی خوب سمجھ سکا اسے کیا زباں بیاں کرے
جو سکوں ملا ترے عشق میں جو مزا ملا تری چاہ میں

مرا ذوقِ دید تو دیکھئے پسِ ہر حجاب ملا مجھے
وہی ایک جلوۂ معتبر کہ جو بس گیا ہے نگاہ میں

وہ حریفِ ظلمتِ شب ہے وہ ہدایتوں کے نشاں بنے
وہ چراغ گُل نہ ہوئے کبھی کہ جو جل گئے تری چاہ میں

مجھے انکے ذکر سے کام ہے مرے لب پہ انکا ہی نام ہے
وہی میرے دل میں مکین ہیں وہی بس گئے ہیں نگاہ میں

نہ مقامِ دل ہی ملا انہیں نہ شریکِ بزمِ خرد ہوئے
وہ سکوں سے رہ نہ سکے کہیں جو بھٹک گئے تری راہ میں

یہ کرم ہے خاص کرم فداؔ کسی شکل میں بھی نہیں جُدا
وہی درد میں وہی سوز میں وہی اشک میں وہی آہ میں

اللہ اللہ شانِ کردارِ رسولؐ
ہیں دو عالم میں طلبگارِ رسولؐ

راحتِ دل کا سبب ہر بات ہے!
دل میں گھر کرتی ہے گفتارِ رسولؐ

ہے حقیقت میں نوازش آپ کی
میری نظریں اور دیدارِ رسولؐ

مل گئی ہے اک انوکھی زندگی
میں ہوا ہوں جب سے بیمارِ رسولؐ

اک حقیقت ہے فسانہ تو نہیں
ہو نہیں سکتا ہے انکارِ رسولؐ

خادمو منیں حضرتِ جبریلؑ ہیں
کسقدر اعلیٰ ہے دربارِ رسولؐ

ہے وہی تو عاشقِ صادق فداؔ
جس نے اپنایا ہے کردارِ رسولؐ

شہِ دیں کو میری نظر ڈھونڈتی ہے
شبِ تار نورِ سحر ڈھونڈتی ہے

دکھا دو مجھے روئے انور دکھا دو
محبت اب اپنا اثر ڈھونڈتی ہے

نچھاور کروں جن کو سلطانِ دیں پر
مری آنکھ ایسے گہر ڈھونڈتی ہے

طلب خلد کی ہے مری زندگی کو
مدینے کی گلیوں میں گھر ڈھونڈتی ہے

سنا ہے چمکتی ہے اس در پہ قسمت
جبیں آپ کا سنگِ در ڈھونڈتی ہے

نظر آئے جس میں مدینے کا سورج
شبِ غم اب ایسی سحر ڈھونڈتی ہے

نظرؔ کو فدا جستجو ہے انہیں کی
نہ آئیں نظر وہ مگر ڈھونڈتی ہے

اے کاش پہنچ جاؤں درِ سرورِ دیں تک
ایسا نہ ہو رہ جائے یہ افسانہ یہیں تک

آنکھوں میں لئے پھرتا ہوں طیبہ کے مناظر
یہ نور کی دنیا ہے مرے ذوقِ یقیں تک

اٹھ کر ترے قدموں سے کہاں جاؤنگا آقا
دنیا بھی یہیں تک ہے مری عقبیٰ بھی یہیں تک

دل اُن کی محبت میں تڑپتا ہی رہا تو
لے جائیگا اک روز مجھے سرورِ دیں تک

اللّٰہ رے سرکار کے کوچے کے مناظر
جچتی نہیں نظروں میں مری خلدِ بریں تک

اب روضۂ اقدس کو نظر چوم رہی ہے
ہم آ تو گئے خیر سے آنا تھا یہیں تک

اب کوئی بھی منزل مجھے دشوار نہیں ہے
آقا کی رسائی ہے فداؔ عرشِ بریں تک

جسے سرکار سے وابستگی ہے
اسے دونوں جہاں میں کیا کمی ہے

مجھے ہے جستجوئے سرورِ دیں
نظر ہر وقت ان کو ڈھونڈتی ہے

عروجِ ماہِ طیبہ اللہ اللہ
دو عالم میں اسی سے روشنی ہے

بہت نزدیک ہے راہِ مدینہ
اگر ذوقِ طلب میں پختگی ہے

غمِ شاہِ امم دل میں بسا لو
کہ اس غم میں دو عالم کی خوشی ہے

کھڑی ہے موت میرے سر پہ آقا
سہارا دو مرے دم پر بنی ہے

فدا کو اپنے روضے پر بلا لو
تمنا اسکو بھی دیدار کی ہے

نہیں کوئی ارماں سوائے مدینہ
زباں پہ ہے ہر وقت ہائے مدینہ

نظر کھیلتی ہے بہاروں سے پیہم
کہ ہے روح پرور فضائے مدینہ

اسی آرزو میں گزرتی ہیں راتیں
خدا خواب میں ہی دکھائے مدینہ

طلب جسکی صادق ہے ڈھونڈے جو دل سے
یہ ممکن نہیں ہے نہ پائے مدینہ

اسی بے خودی میں مجھے موت آئے
تصور سے میرے نہ جائے مدینہ

سمائے نہ پھر کوئی منظر نظر میں
نظر میں کچھ ایسا سمائے مدینہ

فدا شہ کے روضے پہ صدقے کرونگا
کہ یہ جان و تن ہیں برائے مدینہ

تم سا تو بشر کوئی دو عالم میں نہیں ہے
میرا یہی ایمان ہے مجھکو یہ یقیں ہے

ہر داغِ فراقِ شہِ لولاک ہے گلشن
پہلو میں مرے دل نہیں فردوسِ بریں ہے

جسکو نہ نوازا ہو تری چشمِ کرم نے
ایسا تو کوئی عالمِ امکاں میں نہیں ہے

حاصل مرے سجدوں کو ہے معراجِ محبت
صد شکر ترے نقشِ کفِ پا پہ جبیں ہے

پھرتے ہیں فرشتے سرِ دربارِ مدینہ
یہ عرشِ معلےٰ ہے کہ طیبہ کی زمیں ہے

ہر لب پہ تری مدحت و توصیف ہے لیکن
یہ کون بتا سکتا ہے تو کتنا حسیں ہے

تعریف خدا کیا ہو رسولِ عربی کی
اللہ کا محبوب ہے صادق ہے امیں ہے

شہ کی قربت ملی مدینے میں
دل کو راحت ملی مدینے میں

ہو گئے بے نیازِ رنج و الم
وہ مسرت ملی مدینے میں

دھل گئے داغ سب گناہوں کے
حق کی رحمت ملی مدینے میں

جس حقیقت کی جستجو تھی مجھے
وہ حقیقت ملی مدینے میں

ہو گیا باغ باغ قلبِ حزیں
ہمکو جنت ملی مدینے میں

آئینہ بن گیا ہمارا دل!
کیا لطافت ملی مدینے میں

اب نظر اور ہو گئی ہے فدا
وہ بصیرت ملی مدینے میں۔

اگر اپنائیں کردارِ نبیؐ کو
بنا لیں زندگی ہم زندگی کو
نظر آتی ہے عظمت آدمی کی
انہیں دیکھے جو دیکھے آدمی کو
چلے آئیں مدینے کے چمن تک
وہ غنچے جو ترستے ہیں ہنسی کو
تری سیرت کا آئینہ تو دیکھیں
بہت کچھ ہے ہماری رہبری کو
پڑا ہوں در پہ سلطانِ امم کے
دعائیں دے رہا ہوں بیخودی کو
جو رتبہ سرورِ دیں کو ملا ہے
وہ رتبہ مل نہیں سکتا کسی کو
خدا آنسو بہا کر شہ کے غم میں
بجھا لیتا ہوں میں اپنی لگی کو

میں ہوں شیدائے نبیؐ مجھکو کسی سے کیا غرض
روشنی میری طلب ہے تیرگی سے کیا غرض
ہوش میں رہتے ہیں پی کر بادۂ عرفاں کے جام
واسطہ غفلت سے کیا ہے بیخودی سے کیا غرض
شاہِ طیبہ مل گئے تو مل گیا سب کچھ مجھے
مجھکو اس دنیا سے کیا اسکی خوشی سے کیا غرض
ساقیِ کوثر کی نظروں سے پیا کرتے ہیں ہم
روز مل جاتی ہے ہمکو تشنگی سے کیا غرض
اُن کی مرضی پر گزاریں گے ہم اپنی زندگی
ہیں خوشی میں ان کے خوش اپنی خوشی سے کیا غرض
جان دے کر اُن پہ پائینگے حیاتِ جاوداں
ہم سے دیوانوں کو فانی زندگی سے کیا غرض
کیا ضرورت جو سنائیں ہم کسی کو اپنا حال
ہم فدا ہیں سرورِ دیں پر کسی سے کیا غرض

رخ ہے طرفِ روضۂ سرکارِ مدینہ
جاتا ہے کوئی جانبِ دربارِ مدینہ

آزارِ مدینہ ہے ہر آزار سے بہتر
اچھوں سے بہت اچھا ہے بیمارِ مدینہ

نظارہ کیا کرتا ہوں فردوسِ بریں کا
آنکھوں میں بسا رہتا ہے گلزارِ مدینہ

مجرم بھی کوئی آئے تو مجرم نہیں رہتا
اللہ غنی رحمتِ سرکارِ مدینہ

دامن دُرِ مقصود سے بھرتا ہے ہر اک کا
دُربارِ حقیقت میں ہے دربارِ مدینہ

اب کوئی تری راہ میں دم توڑ رہا ہے
ہاں ایک نظر قافلہ سالارِ مدینہ

میں تم پہ فدا ایک توجہ مرے آقا
آنکھیں ہیں مری کب سے طلبگارِ مدینہ

فرصت کہاں نظر کو اب کیفِ سرمدی سے
ہم پی کے آرہے ہیں میخانۂ نبیؐ سے

ہر وقت مضطرب ہے سرکار کی طلب میں
دل ہوگیا ہے واقف آدابِ بندگی سے

کس درجہ مطمئن ہے دیوانۂ محمدؐ
اک روشنی میں گم ہے مطلب نہیں کسی سے

طلب کی منزلوں میں کیوں پاؤں ڈگمگائیں
دیوانگی ہے اپنی وابستہ آگہی سے

آنکھوں میں بس گئے ہیں دل میں سما گئے ہیں
دونوں مکاں ہیں روشن نورِ محمدیؐ سے

اپنی تو زندگی ہے دیدار مصطفےٰؐ کا
پروانے کھیلتے ہیں خوش ہوکے روشنی سے

جب سے فدا ہوئے ہیں سرکارِ دوجہاں پر
آزاد ہوگئے ہیں دنیا کی برہمی سے۔

تم ہو بنائے دو جہاں صلِّ علیٰ محمدؐ
حاملِ لفظِ کُن فکاں صلِّ علیٰ محمدؐ

مظہرِ حُسنِ ذات ہو آئینۂ صفات ہو
تم سا کوئی بشر کہاں صلِّ علیٰ محمدؐ

تم سے جو لو لگائے گا اپنی مراد پائیگا
تم ہو انیسِ بیکساں صلِّ علیٰ محمدؐ

سامنے آپ ہوں مرے صرف درود طلب ہے
کہتی رہے مری زباں صلِّ علیٰ محمدؐ

تم سے فلک ہے ضوفشاں تم نے زمیں کو بخشی گلستاں
تم ہو بہارِ بے خزاں صلِّ علیٰ محمدؐ

حشر میں بخشواؤ گے غم سے ہمیں چھڑاؤ گے
کون ہے تم سا مہرباں صلِّ علیٰ محمدؐ

تم سے ہے لطفِ زندگی تم ہو بہارِ زندگی
تم پہ فدا فدا کی جاں صلِّ علیٰ محمدؐ

علاوہ نور ہمیں شہ سے لو لگانے میں
چراغ بن کے اجالا کیا زمانے میں

تمہارے ذکر نے دلکش بنا دیا ورنہ
نہ حُسن تھا نہ حقیقت مرے فسانے میں

کسے تلاش کروں اپنی رہبری کیلئے
تمہاری یاد غنیمت ہے اس زمانے میں

سپرد تم کو ہوئیں کنجیاں خزانوں کی
تمہیں امین تھے قدرت کے کارخانے میں

بہار نام ہے ان کے حسیں تبسم کا
نہاں ہیں لاکھ چمن انکے مسکرانے میں

تمہارا عشق سلامت کہ آ گئے طیبہ
بہت مقام بھٹکنے کے تھے زمانے میں

جھکا جو روضۂ اقدس پہ سربلند ہوا
عجب صفت ہے فدا شہ کے آستانے میں

درد دل کے واسطے اک چارہ گری ہے تلاش
جو مدینے لے چلے اُس راہبر کی ہے تلاش

قربِ سلطانِ دو عالم جس سے ہو جائے نصیب
میرے دل کو ایسے دردِ پُر اثر کی ہے تلاش

کیف جو بخشے نظر کو وہ توجہ چاہیئے
روشنی دل کو جو دے ایسی نظر کی ہے تلاش

کھو گئے ہیں جستجوئے شاہِ دو عالم میں ہم
اب نہ ساماں کی ضرورت ہے نہ گھر کی ہے تلاش

جس کے سجدے بارگاہِ قدس میں مقبول ہوں
اب جبینِ شوق کو اس سنگِ در کی ہے تلاش

تھی نظر محوِ تجسس جب نہ پایا تھا انہیں
مل گئے وہ تو مجھے اپنی نظر کی ہے تلاش

شام ایسی چاہیئے لے جائے جو شہ تک فدا
ظلمتیں جس سے مٹیں ایسی سحر کی ہے تلاش

جہاں بھی دیکھنا چاہوں وہیں معلوم ہوتے ہیں
مجھے تو وہ سرا نورِ یقیں معلوم ہوتے ہیں

ترے جلوے بھی تو کتنے حسیں معلوم ہوتے ہیں
نظر سے دور ہیں پھر بھی قریں معلوم ہوتے ہیں

اندھیروں کی طرف آنا گوارہ کو دیا کرتا ہے
مجھے تو رحمت للعالمیں معلوم ہوتے ہیں

شہنشاہِ دو عالم کی توجہ کا اثر دیکھو
زمیں والے سرِ عرشِ بریں معلوم ہوتے ہیں

یہ کس نے ہاتھ پکڑا ہے گنہگاروں کا محشر میں
انہیں دیکھو شفیع المذنبیں معلوم ہوتے ہیں

محبت رہبری کرتی ہے خود اہلِ محبت کی
بہر لحہ قریبِ شاہِ دیں معلوم ہوتے ہیں

تصدق کیوں نہ ہو جاؤں فدا میں سرورِ دیں پر
دو عالم کے حسینوں سے حسیں معلوم ہوتے ہیں

یہ شہؐ کی توجہ کا اثر دیکھ رہا ہوں
روضہ نظر آتا ہے جدھر دیکھ رہا ہوں

چل تجھ کو بلایا ہے شہنشاہِ امم نے
کس روز یہ آتی ہے خبر دیکھ رہا ہوں

کعبہ بھی ہے نزدیک مدینہ بھی قریں ہے
ملتا ہے سکوں دل کو کدھر دیکھ رہا ہوں

لائے گی کبھی رنگ محبت شہِ دیں کی
آئینگے نظر ان کو اگر دیکھ رہا ہوں

کیا نور برستا ہے مدینے کی زمیں پر
رخشندہ جو ہر راہ گزر دیکھ رہا ہوں

قربان کروں گا جنھیں میں سرورِ دیں پر
آنکھوں میں کچھ ایسے بھی گہر دیکھ رہا ہوں

چمکے کا فدا کب مری قسمت کا ستارہ
کب ہوگا مدینے کا سفر دیکھ رہا ہوں

منزلِ دید آسان تر ہو گئی ، کوئی دقت نہیں اب نظر کے لئے
شہ کی چشمِ کرم کیا ادھر ہو گئی ، راستے کھل گئے عمر بھر کے لئے

لائے تشریف دنیا میں شاہِ امم ، راہ روشن ہوئی مٹ گئے پیچ و خم
منزلِ حق کی جانب بڑھا ہر قدم ، منتظر تھا جہاں راہبر کے لئے

جب مرا قافلہ سوئے طیبہ چلے ، اشک بہتے رہیں دل تڑپتا رہے
ہیں مناسب یہی صرف دو مشغلے ، میرے دل کیلئے چشمِ تر کے لئے

پھیلی ماہِ رسالت کی وہ روشنی ، تیرگی کفر کی خود بخود مٹ گئی
پائی انسان نے اک نئی زندگی ، لوگ بیتاب تھے اس سحر کیلئے

دل ہوں روشن عقیدت کے انوار سے ، واسطہ ہو فقط ذکرِ سرکار سے
جا ملیں خیر سے ان کے دربار سے ، ہے مناسب یہ اہلِ سفر کیلئے

اشک آنکھوں میں ہوں درد دل میں رہے ، اور روضہ ہو انکا مرے سامنے
یہ سکوں کا سبب میرے دل کیلئے ، وہ ہے راحت کا باعث نظر کیلئے

کب مدینے کی جانب سے آئے صبا ، اور اگر کہے مجھ سے اُٹھ لے فدا
چل بلاتے ہیں تجھکو حبیبِ خدا ، جی رہا ہوں بس اک اس خبر کیلئے

نبیؐ کے عشق میں جو خود سے بیگانے نہیں ہوتے
بنے پھرتے ہیں دیوانے وہ دیوانے نہیں ہوتے

یہ بزمِ خاص ہے روشن یہاں شمعِ رسالت ہے
یہاں قربان دل ہوتے ہیں پروانے نہیں ہوتے

خدا آباد رکھے تیرے میخانے کو اے ساقی
پئے جاتی ہے دنیا ختم پیمانے نہیں ہوتے

تصدق آگہی اُن پر جنہیں کچھ تم سے نسبت ہے
نظر آتے ہیں دیوانے وہ دیوانے نہیں ہوتے

خلوصِ دل کی دولت کام آتی ہے یہاں ناداں
کہ دربارِ نبیؐ میں زر کے نذرانے نہیں ہوتے

نگاہِ ساقیٔ کوثر سے اہلِ ظرف پیتے ہیں
بہک جائیں جو پی کر اُن کے مستانے نہیں ہوتے

جو اُن کا ذکر کرتے ہیں وہ انکو دیکھ لیتے ہیں
حقیقت سے فدا خالی یہ افسانے نہیں ہوتے

جس پہ ہے چشمِ عنایت آپؐ کی
کیوں نہ اپنائے وہ سیرت آپؐ کی

کام آئے گی شفاعت آپ کی
خُلد میں جائے گی امت آپ کی

جا نہیں سکتا جہنم میں کبھی
جس کے دِل میں ہے محبت آپؐ کی

اُسکو جنت کی بشارت مِل گئی
ہو گئی جسکو زیارت آپؐ کی

آپؐ سے وہ دور رہ سکتا نہیں
جس کی رہبر ہو محبت آپؐ کی

نورِ ایماں سے منوّر دل ہوا
پائی یہ دولت بدولت آپؐ کی

میری قسمت بھی چمک جائے فدا
کاش دیکھوں میں بھی صورت آپؐ کی

اگر طیبہ نہیں جاتے تو دیوانے کہاں جاتے
چمن جن کا مقدر تھا وہ ویرانے کہاں جاتے
لگی دل کی انہیں آخر مدینے تک اڑا لائی
بھڑک اٹھے تھے جن کے دل وہ پروانے کہاں جاتے
چمک اٹھے ہیں چہرے حشر میں ان کے غلاموں کے
نہ ہوتی اُن سے کچھ نسبت تو پہچانے کہاں جاتے
تمہارے نام لیوا ہیں تمہیں سے حال کہتے ہیں
ہم اپنی داستانِ درد دہرانے کہاں جاتے
تمہاری رہنمائی کا سہارا اگر نہیں ملتا
تو یہ بھٹکے ہوئے انساں خدا جانے کہاں جاتے
مدینہ ان کی منزل تھی مدینے تک چلے آئے
محمدؐ آشنا دنیا سے بیگانے کہاں جاتے
جو ملنے تھے حقیقت میں فدا ملکر ہے مجھکو
مری قسمت میں جو لکھے تھے پیمانے کہاں جاتے

مجتبیٰ آپ ہیں مصطفےٰ آپ ہیں
یعنی محبوب رب العلا آپ ہیں
رنگ پھولوں میں ہے نور تاروں میں ہے
حُسنِ ہر دو جہاں کی بنا آپ ہیں
جس میں آتی ہے انساں کی عظمت نظر
ایسے کردار کا آئینہ آپ ہیں
منزلِ معرفت ہو کہ ہو راہِ دیں
راہبر آپ ہیں رہنما آپ ہیں
کیوں نہ دشمن امین اور صادق کہیں
حاملِ شانِ صدق و صفا آپ ہیں
ختم دورِ نبوت ہوا آپ پر
کون ہے خاتم الانبیا آپ ہیں
اور کوئی فدا کی نظر میں نہیں
مدعا آپ ہیں آسرا آپ ہیں

مرے فسانۂ الفت کی ابتدا تمؐ ہو
خدا کرے کہ یہی ہو کر انتہا تم ہو
کوئی سفینہ تمہارے بغیر چل نہ سکا
خدا کی بات خدا جانے ناخدا تم ہو
میں یوں تو اپنی حقیقت سے آشنا ہوں حضورؐ
یہ کیا کہوں کہ مرے دل کا مدعا تم ہو
تمہارے در پہ جھکی فطرتاً جبیں سب کی
سمجھ سکا نہ زمانہ تمہیں کہ کیا تم ہو
ہر ایک حال میں تم سے کرم کی ہے اُمید
وہ خوش نصیب ہوں میں جس کا آسرا تم ہو
تمہیں پہ ختم ہوا سلسلہ نبوت کا!
عجیب شان ہے سردار انبیا تم ہو
سرور و کیف سے محروم رہ نہیں سکتے
فدائے ساقیٔ میخانہ اے فداؔ تم ہو

نہ جنت نہ تاجِ شہی چاہتا ہوں
توجہ حضورؐ آپ کی چاہتا ہوں
مدینے کی گلیوں میں کھویا رہوں میں
تصور میں وہ بے خودی چاہتا ہوں
کبھی رخ ادھر بھی ہو ماہِ مدینہ
اندھیرا ہوں کچھ روشنی چاہتا ہوں
رہیں جس سے سرشار دل اور نگاہیں
محبت کی وہ سرخوشی چاہتا ہوں
مجھے اپنے قدموں میں آقا بلا لو
علاجِ غمِ زندگی چاہتا ہوں
کہے جاؤں کب تک مدینہ مدینہ
بھٹک جاؤں گا رہبری چاہتا ہوں
فداؔ کام آئیگی روزِ قیامت
خلش درد کی دائمی چاہتا ہوں

حضورؐ عرش پہ مہماں بلائے جاتے ہیں
کہ راز حسبِ مراتب بتائے جاتے ہیں

درِ نبیؐ سے کوئی نامراد کب پلٹا
یہاں تو بگڑے مقدر بنائے جاتے ہیں

مدد کا وقت ہے اے رحمتِ تمام مدد
ہے خوفِ حشر قدم ڈگمگائے جاتے ہیں

یقیں ہے اُن کی نگاہِ کرم ادھر ہوگی
اسی امید پہ آنسو بہائے جاتے ہیں

سبُو و جام کا کیا کام اُن کی محفل میں
نظر سے ساغرِ عرفاں پلائے جاتے ہیں

حدودِ ہوش سے گزرے نہ دیکھنے والے
کس احتیاط سے جلوے دکھائے جاتے ہیں

ہر اک نظر کو فدا ان کی دید کیا ہوگی
ضرورتاً کہیں پردے اٹھائے جاتے ہیں

مقدر سرورِ دیں کی توجہ سے بدلتا ہے
مدینے تک پہنچ جاؤں یہی میری تمنا ہے

انہی کے غم میں راحت ہے انہی کے ذکر میں لذت
جو بیمارِ نبیؐ ہو جائے وہ آچھوں سے اچھا ہے

توجہ رحمتِ کامل کرم لے سرورِ عالم
مری دنیا میں کیوں اب تک اندھیرا ہی اندھیرا ہے

منور ہو ہی جاتا ہے وہ انوارِ الٰہی سے
جو دل رو رو کے راتوں کو تمہارا ذکر کرتا ہے

خدا کا قرب ہوتا ہے تمہارے قرب سے حاصل
خدا کو پا لیا اُسنے کہ جس نے تمکو دیکھا ہے

نہ جنت کی طلب مجھکو نہ خطرہ ہے جہنم کا
میں شیدائے محمدؐ ہوں مری منزل مدینہ ہے

فدا ہوں آپ پر آقا مدینے میں بلا لیجے
وہیں نکلے مرا دم بس یہی دل میں تمنا ہے

درازیٔ شامِ غم کی مختصر ہو
پہنچ جاؤں مدینے تو سحر ہو

نظر ہو جس پہ سلطانِ امم کی
جہاں اسکے نہ کیوں زیرِ اثر ہو

کسی عنوان برائے تمنا
کسی صورت مدینے کا سفر ہو

بھٹک سکتا نہیں راہِ وفا میں
تمہاری یاد جسکی راہبر ہو

مری قسمت بھی چمکے ماہِ طیبہ
کسی دن میری جانب بھی گزر ہو

نہ آئیں آپ وہ مجھکو بلائیں
کوئی تدبیر جینے کی مگر ہو

فدا حاصل جو ہو قربِ شہِ دیں
مجھے بھی میری ہستی کی خبر ہو

کیوں نہ ہوں آپ پہ قربان رسولِ عربی
میرا ایمان ہو ایمان رسولِ عربی

یہ چمکتے ہوئے تارے یہ مہکتے ہوئے پھول
ہیں تمہارا ہی تو فیضان رسولِ عربی

بے سہاروں کا سہارا ہیں غریبوں کے کفیل
ہے یہی آپ کی پہچان رسولِ عربی

نزع کا وقت ہے آجاؤ سہارا دے دو
گم ہوئے جاتے ہیں اوسان رسولِ عربی

آپکے عشق نے دنیا میں بھٹکنے نہ دیا
مشکلیں ہو گئیں آسان رسولِ عربی

ایک ہلکی سی توجہ نے سکوں بخش دیا
دل میں تھے سینکڑوں ارمان رسولِ عربی

نگہہِ مہر ادھر ہو کہ فدا ہوں میں بھی
کاش بر آئے یہ ارمان رسولِ عربی

آشکارا عظمتِ خیر البشر ہوتی گئی
رُخ جدھر اُنکا ہوا دنیا اُدھر ہوتی گئی

جسقدر مانوس جلووں سے نظر ہوتی گئی
زندگی سے زندگی نزدیک تر ہوتی گئی

رفتہ رفتہ ہر حجاب درمیاں اٹھتا گیا
شامِ غم ڈھلتی گئی پیدا سحر ہوتی گئی

نام لیکر اُنکا گزرا ہر کٹھن منزل سے میں
سامنے دیوار جو آئی وہ در ہوتی گئی

ہر نفس راہِ مدینہ میں سکوں ملتا گیا
ہر قدم ان کی محبت راہبر ہوتی گئی

دل کے آئینہ میں اُنکا حُسن آئے گا نظر
دُور اپنی تیرگیٔ دل اگر ہوتی گئی

جتنی عشقِ شاہِ دیں میں زندگی آئی فدا
ہستیٔ نامعتبر بھی معتبر ہوتی گئی

تذکرہ آپؐ کا گفتگو آپؐ کی
زندگی بن گئی آرزو آپؐ کی

جتنی سیرت نظر سے گزرتی گئی
اور بڑھتی گئی جستجو آپؐ کی

آپؐ ہر دو جہاں پر ہیں چھائے ہوئے
حسنِ مہتاب میں گل میں بُو آپؐ کی

جب سے مانوسِ جلوہ نظر ہو گئی
دیکھتا ہوں ضیا چار سو آپؐ کی

نورِ ایماں سے دل اُس کا روشن ہوا
جس نے دل سے سنی گفتگو آپؐ کی

صاف ظاہر ہے یہ ذکرِ معراج سے
خود خدا کو بھی ہے آرزو آپؐ کی

لب پہ ہر دم مرے ذکر ہے آپؐ کا
دل کو ہر دم رہی جستجو آپؐ کی

جو مانگا خدا سے وہ مجھکو ملا ہے
تمہارا وسیلہ بڑے کام کا ہے

وہ دل جس میں عشقِ حبیبِ خدا ہے
میسّر اسے زندگی کا مزا ہے

کبھی ہو ہی جائے گا دیدار اُن کا
مری زندگی کا یہی آسرا ہے

محبت کے سجدے ادا ہو رہے ہیں
جبیں ہے مری اور ترا نقشِ پا ہے

ترے ذکر سے مجھ کو ملتی ہے راحت
ترا نام تو میرے دکھ کی دوا ہے

کہاں میرا دل اور کہاں تری الفت
یہ تیری عنایت یہ تیری عطا ہے

مثالِ شہِ دیں فدا غیر ممکن
نہ ایسا کوئی ہو نہ ایسا ہوا ہے

جلوہ گاہ رسولؐ تک آئے
ہم بھی بابِ قبول تک آئے

شہ کے صدقے میں زندگی سنوری
زندگی کے اصول تک آئے

ان کو جنت کی آرزو نہ رہی
جو دیارِ رسولؐ تک آئے

کس پہ شہ نے کرم نہ فرمایا
بے نوا و ملول تک آئے

سرخرو ہو گئے دو عالم میں
جو ادب سے رسولؐ تک آئے

انکو چھوڑا گئے خسارے میں
ان تک آئے حصول تک آئے

کیوں نہ چمکے فدا نصیب کہ ہم
نقشِ پائے رسولؐ تک آئے

ہے کیسا سلیقے کا میخانہ محمدؐ کا
بہکا نہ کبھی پی کر مستانہ محمدؐ کا

اللہ کی رحمت سے انوار برستے ہیں
روشن نظر آتا ہے کاشانہ محمدؐ کا

جب چاہے پئے کوئی جب چاہے چلا آئے
رہتا ہے کھلا ہر دم میخانہ محمدؐ کا

اس شخص پہ کھلتے ہیں اسرار دو عالم کے
پی لے جو عقیدت سے پیمانہ محمدؐ کا

سوزِ غمِ احمدؐ سے ہو جاتا ہے دل روشن
محرومِ ضیا کیوں ہو پروانہ محمدؐ کا

میں کھیلتا رہتا ہوں ہر وقت تجلی سے
رہتا ہے نگاہوں میں کاشانہ محمدؐ کا

چھٹ جاتا ہے ہر غم سے وہ شہ پہ فدا ہو کر
فرزانوں سے اچھا ہے دیوانہ محمدؐ کا

تدبیر سے ہر حال میں تقدیر بڑی ہے
دیوانہ ہے اور سایۂ دیوار بنی ہے

قدموں میں بلا لو مجھے سرکارِ مدینہ
مجبور ہوں دنیا مری راہوں میں کھڑی ہے

مانا کہ مشیت بھی ہے بے پردہ سرِ حشر
مخلوقِ خدا ہے کہ انہیں دیکھ رہی ہے

وہ کیف ملا ہے طلبِ سرورِ دیں میں
اب غم کا تصور ہے نہ احساس خوشی ہے

کس پہ نہیں احسان ترے لطف و کرم کا
جلووں سے ترے محفلِ کونین سجی ہے

اب سایۂ دامانِ کرم کی ہے ضرورت
سرکارِ قیامت یہاں دھوپ کڑی ہے

یہ سوچتا رہتا ہوں کہ بر آئے گی کس دن
وہ ایک تمنا جو فدا دل میں بسی ہے

جھومتی گلشنِ طیبہ سے صبا آئی ہے
ایک بیمارِ محبت کی دوا لائی ہے

سبز گنبد کے سوا کچھ بھی تصور میں نہیں
کتنا پرکیف مرا عالمِ تنہائی ہے

آپؐ کا ہجر بھی اب وجہِ سکوں ہے مجھکو
زندگی غم کے مراحل سے گذر آئی ہے

یہ نوازش یہ عنایت یہ محبت یہ کرم
آپؐ کی یاد شریکِ غمِ تنہائی ہے

سامنے آئی ہے ہر موج کنارہ بن کر
آپؐ کے نام سے طوفاں میں اماں پائی ہے

آپؐ کے ذکر نے بخشی ہے مسرت مجھکو
جب کبھی غم سے طبیعت مری گھبرائی ہے

کتنے منظر نگہِ شوق میں رہتے ہیں فدا
میری خلوت میں بھی اک انجمن آرائی ہے

آپ کا کیوں نہ رٹوں نام رسولِ اکرمؐ
روح کو ملتا ہے آرام رسولِ اکرمؐ

کاش ہو رخ نگہِ مہر کا میری جانب
دور ہو تیرگیِ شام رسولِ اکرمؐ

تشنگی دید کی بے چین کئے دیتی ہے
بادۂ شوق کا اک جام رسولِ اکرمؐ

آپ کے نقشِ قدم راہنما ہیں میرے
کیوں رہوں عشق میں ناکام رسولِ اکرمؐ

آپ جیسا تو سخی کوئی نہ دیکھا میں نے
آپ کا فیض تو ہے عام رسولِ اکرمؐ

آپ کا درد مرے دل میں رہا کرتا ہے
یہ بھی ہے آپؐ کا انعام رسولِ اکرمؐ

ہے تمنا یہی قدموں پہ فدا ہو جاؤں
یعنی بالخیر ہو انجام رسولِ اکرمؐ

لے چلو مجھ کو طیبہ خدا کے لئے
دل پریشان ہے مصطفےٰ کے لئے

اک تجلی ادھر بھی برائے کرم
کاسۂ چشم واہے ضیا کے لئے

آپ کا ذکر ہے آپ کا نام ہے
ابتدا کے لئے انتہا کے لئے

میں نے دیکھا کہ دامن مرا بھر گیا
لب ہلے بھی نہ تھے مدعا کے لئے

آپ آئے مٹی دہر سے گمرہی
راہی بیتاب تھے رہنما کے لئے

اس میں دنیا کا ارمان نہ آئے کبھی
دل ہے عشقِ شہِ دوسرا کے لئے

اپنے دامن میں اشکوں کے موتی فداؔ
لے چلو سرورِ انبیا کے لئے

رباعیات

طے بڑی مشکل سے ہوتی ہیں وفا کی منزلیں
آپ تک آئے وہی جو آپ سے جاتے رہے

فداؔ خالدی
دہلوی

۱

حل عقدۂ دشوار نہیں ہو سکتا
کیوں واقفِ اسرار نہیں ہو سکتا
ہستی کا ہر اک موڑ ہے رخشندہ دلیل
اللہ کا انکار نہیں ہو سکتا

۲

عقبیٰ کیلئے پسند ہو جاتا ہے
دنیا میں بھی ارجمند ہو جاتا ہے
اللہ کے آگے جو بھی بندہ دل سے
جھکتا ہے تو سر بلند ہو جاتا ہے

۳

وابستہ تجلی سے نظر ہو جائے
ہر رازِ نہفتہ کی خبر ہو جائے
وہ سامنے آئیں تو حجابات اٹھیں
چھٹ جائیں اندھیرے تو سحر ہو جائے

۴

عالم انہیں محبوبِ خدا کہتا ہے
اک آئینۂ صدق و صفا کہتا ہے
کیا شان محمدؐ ہے کہ اللہ اللہ
جو نام سنے صلِّ علیٰ کہتا ہے

۵

آفات کے پھندوں سے نکل جاتا ہے
گرتا ہوا انسان سنبھل جاتا ہے
آجائے اگر نامِ محمدؐ لب پر
طوفانِ بلا کا رخ بدل جاتا ہے

۶

اللہ کی مخلوق میں چیدہ وہ ہیں
سردارِ رُسل ہیں برگزیدہ وہ ہیں
قرآن کی تفسیر ہے ان کا کردار
سرچشمۂ اوصافِ حمیدہ وہ ہیں

۷

اک بزمِ تصور میں سجا رکھی ہے
یوں خلدِ محبت کی بِنا رکھی ہے
ہو جائے گا اک روز اُجالا دل میں
لَو شمعِ رسالت سے لگا رکھی ہے

۸

اے کاش کبھی دیکھ لوں صورت ان کی
ہو جائے کسی روز زیارت ان کی
کرتا ہوں انہیں یاد کرم ہے انکا
رہتے ہیں تصوّر میں عنایت ان کی

۹

لکھا ہوا یہ عرشِ معلیٰ پر ہے
ہر منزلِ دشوار اسی سے سر ہے
کیا اسمِ محمدؐ کی بیاں ہو توصیف
یہ نام تو تعریف سے بالاتر ہے

۱۰

یٰسین کبھی لکھوں کبھی طٰہٰ لکھوں
ہو ذکر سخاوت کا تو دریا لکھوں
الفاظ سہارا نہیں دیتے آقا
تم اس سے سوا ہو تمہیں جیسا لکھوں

۱۱

میں یاد کیا کرتا ہوں اکثر تم کو
ڈھونڈوں بھی اگر تو پاؤں کیونکر تم کو
تشنہ ہوں مئے دید عطا ہو آقاؐ
کہتا ہے جہاں ساقیِ کوثر تم کو

۱۲

پائی نہ کسی نبی نے رفعت تیری
جبریلِ امیں نے کی ہے خدمت تیری
ہو عرش کو ارمان قدم بوسی کا
اللہ غنی شانِ رسالت تیری

۱۳

نیکی کی یہی ہے راہ بڑھتے رہنا
منزل ہے بہت بلند چڑھتے رہنا
خود راستہ دے دیں گے مصائب تم کو
آقاؐ پہ مرے درود پڑھتے رہنا

۱۴

کھانے کیلئے ملے نہ پینے کے لئے
کافی ہے ترا ذکر ہی جینے کیلئے
غافل نہ ہو دل یاد سے دم بھر تیری
آنکھیں ہوں مری وقف مدینے کیلئے

۱۵

تسلیم دو عالم کو سخاوت ان کی
ہے کون نہیں جس پہ عنایت انکی
تاروں میں چمک ہے میں ان کے انوار
پھولوں سے جھلک رہی ہے رنگت انکی

۱۶

دیکھے جو اسے کرے ثنائے باری
ہے فیض دو عالم میں اُسی کا جاری
کیا شانِ خدا ہے نہیں سایا جس کا
سائے میں اُسی کے ہے خدائی ساری

۱۷

ہے کون بیاں کس سے ہو اُن کی توصیف
مدّاحِ صداقت کے ہیں خود ان کے حریف
پڑھتا ہوں درود یا محمدؐ کہہ کر
ظاہر ہے اِسی نام سے ان کی تعریف

۱۸

مجبور ہوں کس طرح میں اُن تک پہنچوں
بہتر ہے اِسی شغل کو جاری رکھوں
مر جاؤں میں اُن کا نام لیتے لیتے
مرقد میں کھلے آنکھ تو اُن کو دیکھوں

۱۹

اللّٰہ نے وہ نور بنایا تیرا
ثانی نہ جہاں میں کوئی پایا تیرا
اے مہرِ رسالت تری عظمت کے نثار
خود تجھ میں سمٹ گیا ہے سایا تیرا

۲۰

رہتی ہے مرے دل میں تمنا اُنکی
دیکھوں تو کبھی صورتِ زیبا اُنکی
ارمان ہے آنکھوں میں لگاؤں اسکو
مل جائے اگر خاکِ کفِ پا اُنکی

۲۱

آئینۂ حسنِ ذات کہیئے ان کو
موصوف ہمہ صفات کہیئے ان کو
کونین بنائے ہیں انہیں کی خاطر
ہاں حاصلِ کائنات کہیئے ان کو

۲۲

آگاہ سرشتِ نور ہو جاتا ہے
غیب اسکے لئے حضور ہو جاتا ہے
وہ دل جو ترے ذکر سے روشن ہو جائے
صد رشکِ چراغِ طور ہو جاتا ہے

۲۳

لائیگی کبھی رنگ محبت اُنکی
محروم نہ رکھیگی عنایت اُنکی
کیا فکر گناہوں کی ہماری جانب
رحمت ہے خدا کی اور شفاعت انکی

۲۴

سو جان سے قربان ہے دیوانہ ہے
دنیا کی ہر اک چیز سے بیگانہ ہے
اِک میں ہی نہیں شمعِ رسالت پہ فدا
ایمان ہے جس دل میں وہ پروانہ ہے

۲۵

خطرہ نہ کسی سے بدگمانی مجھ کو
حاصل ہے سُرورِ کامرانی مجھ کو
اب ساقیِ کوثر کی نظر ہے میں ہوں
لے آئی کہاں تشنہ دہانی مجھ کو

۲۶

کس شان سے دریائے کرم بہتا ہے
جو دیکھتا ہے بحرِ سخا کہتا ہے
جب چاہے چلا آئے مدینے کوئی
دروازۂ سرکار کھلا رہتا ہے

۲۷

ہو جائے غلامِ شہ تو عزت پائے
سائے میں رہے جسکے وہ رحمت پائے
دنیا میں کٹے عمر سکوں سے اُس کی
دنیا سے اگر جائے تو جنت پائے

۲۸

نالہ مرا محرومِ اثر ہے آقاؐ
بے واسطۂ نورِ سحر ہے آقاؐ
دولت کا ہے ارمان نہ جنت کا مجھے
درکار عنایت کی نظر ہے آقاؐ

۲۹

تسکینِ دل و دماغ لے کر آئے
رحمت ہے کہاں سُراغ لیکر آئے
ہے دعوتِ محمدؐ میں کتابِ برحق
تیرہ تھا جہاں چراغ لیکر آئے

۳۰

کس شان سے کس ادا سے نکلا
منزل کا پتہ ابتدا سے نکلا
چمکا ہے سرِ عرشِ معلیٰ دیکھو
وہ مہرِ رسالت جو حرا سے نکلا

۳۱

ہر دل کو ہیں مطلوب رسولؐ اکرم
ہر آنکھ کو مرغوب رسولؐ اکرم
ہو جائے نہ کیوں ان پہ تصدق دنیا
خالق کے ہیں محبوب رسولؐ اکرم

۳۲

اسرارِ خدا کسی پہ کب کھلتے ہیں
کہتے ہیں اگر ان کے سبب کھلتے ہیں
احمدؐ ہیں کلیدِ کامرانی بے شک
لیتی ہے زبان نام تو لب کھلتے ہیں

۳۳

کہتے ہیں کسے خُلق و مروت دیکھو
کیا رحم و کرم ہے کیا عدالت دیکھو
ہر رخ سے نظر آئے گا روشن تم کو
سرکار کا آئینۂ سیرت دیکھو

۳۴

سرتا بہ قدم نور کا پیکر نکلا
ہادی کوئی نکلا کوئی رہبر نکلا
اللہ رے فیضانِ رسولِ اکرم
جو نکلا چراغِ راہ بنکر نکلا

۳۵

رحمت کا حسیں سحاب لے کر آئے
دستور بھی کامیاب لے کر آئے
لاریب وہ ہے آپ محافظ اسکا
اللہ کی وہ کتاب لے کر آئے

۳۶

دنیا کیلئے ہر ایک نعمت لائے
پیغامِ بہارِ صد مسرت لائے
کیا مرتبہ کیا شانِ محمدؐ ہے فدا
آئے تو جہاں میں ساتھ رحمت لائے

۳۷

اس شان سے اوصافِ حمیدہ لکھوں
جو وصف بھی لکھوں ترا دیدہ لکھوں
آداب سے آگاہ نہیں ہوں آقاؐ
توفیق عطا ہو تو قصیدہ لکھوں

۳۸

پھولوں میں عجب سُرور پایا اُس نے
ذرّوں کو چراغِ طُور پایا اُس نے
حاصل ہوئی جس دل کو نبیؐ کی قربت
ہر شئے میں نبیؐ کا نور پایا اُس نے

۳۹

درکار نہیں کوئی سہارا مجھ کو
خود راستہ دیدیتا ہے دھارا مجھکو
مشکل سے بھی مشکل ہو تو مشکل کیا ہے
کافی ہے فقط نام تمہارا مجھ کو

۴۰

رحمت ہو ہوا نزولِ رحمت تم پر
ہے خاص کرم خاص عنایت تم پر
تم جیسا نبیؐ اور نہ ہوگا کوئی
اللہ نے کی ختم نبوت تم پر

نظمیں

دل بے مدعا دے کر بہت احسان کیا مجھ پر
نہیں معلوم کس کس در پہ سجدہ ہو گیا ہوتا

فداؔ خالدی
دہلوی

صبحِ ولادت نبیؐ مکرم

وہ پو پھٹی وہ نورِ خدا کا ہوا ظہور
بدلا شبِ سیاہ کا اندازِ پُر غرور
لے لو وہ آسمان سے برسا زمیں پہ نور
پائی ہر ایک ذرے نے شانِ چراغِ طور
اک صبحِ پُر بہار ضیاء بار ہو گئی
دنیا تمام نیند سے بیدار ہو گئی

یہ صبح لے کے آئی ہے وہ نورِ انقلاب
جسکی کوئی نظیر نہ جسکا کوئی جواب
شرمندہ جسکے سامنے مہتاب و آفتاب
کون و مکاں ہیں اسکی لطافت سے فیضیاب
احباب شاد کام ہوئے غم کٹ گئے
پھیلی وہ روشنی کہ اندھیرے سمٹ گئے

۱۲۲

ارض و سما بنے ہیں اسی نور کے طفیل
تارے چمک رہے ہیں اسی نور کے طفیل
گلشن ہرے بھرے ہیں اسی نور کے طفیل
دونوں جہاں سجے ہیں اسی نور کے طفیل

اس نور کا ازل سے ابد تک ہے سلسلہ
یہ نور وہ ہے جس کا طرفدار ہے خدا

آیا ہے راہِ راست دکھانے کے واسطے
بندوں کو ان کے رب سے ملانے کے واسطے
بنیادِ بت کدوں کی گرانے کے واسطے
رسم و رواجِ کفر مٹانے کے واسطے

انساں کو بندگی کا سلیقہ سکھائے گا
یہ نور ظلمتوں کو اجالے بنائے گا

لایا ہے اپنے ساتھ مساوات کا نظام
اس کی نظر میں ایک ہیں آقا ہو یا غلام
شیوا ہے اسکا لطف و محبت ہے اس کا کام
بدلے گا ظلم و جور کے انداز یہ تمام

لوگوں کے دل سے زنگِ کدورت چھڑائے گا
دختر کشی کی رسم جہاں سے مٹائے گا

گفتار لاجواب ہے کردار بے نظیر
حامی ستم زدوں کا یتیموں کا دستگیر
حلقہ بگوش اس کے ہیں کیا شاہ کیا فقیر
انسان رہ سکے گا نہ انسان کا اسیر

بھوکا رہے گا آپ جہاں کو کھلائے گا
یہ اپنے دشمنوں کو گلے سے لگائے گا

پیغامِ حق یہ سارے جہاں کو سنائیگا
ویراں کدوں کو رشکِ گلستان بنائیگا
ہر گام رحمتوں کے خزانے لٹائیگا
انسان کو یہ درسِ اخوت سکھائیگا

دے گا کچھ اس ادا سے یہ پیغامِ دوستی
ذہنوں سے دُور کردیگا صدیوں کی دشمنی

یہ صاحبِ جمال ہے یہ صاحبِ کمال
خوش دل ہے خوش پسند ہے خوش خلق خوش خصال
خلاقِ دو جہاں کی ہے تخلیقِ بے مثال
ممکن نہیں ہے اسکو کسی دور میں زوال

روشن کرے گا رُشد و ہدایت کے وہ دیئے
بن جائینگے سبق جو ہر اک دور کے لئے

یٰسین یہی ہے سید و محمود ہے یہی
طٰہٰ یہی ہے شاہد و مشہود ہے یہی
کامل یہی ہے طاہر و مسعود ہے یہی
بھیجو درود مرضیِ معبود ہے یہی

صادق ہے یہ امیں ہے خدا کا خلیل ہے
آئینہ دارِ جلوۂ ربِّ جلیل ہے

اس نور کے نثار محمدؐ ہے اس کا نام
اس کا پیام خالقِ اکبر کا ہے پیام
سردارِ کائنات ہے نبیوں کا ہے امام
تعریف سے بلند ہے اس نور کا مقام

آیا ہے اور نہ آئے گا اس شان کا نبیؐ
دنیا میں بھی انیس ہے عقبیٰ میں بھی ولی

بے شک یہی ہے باعثِ تخلیقِ کائنات
چمکے گا اس کے حُسن سے ہر گوشۂ حیات

راسخ ہے اسکا قول تو سچی ہر ایک بات
دل میں ہے اس کے رحم نظر میں ہے التفات

اس کے کرم کی حد ہے نہ کوئی حساب ہے
جس پر نگاہ ڈال دے وہ آفتاب ہے

آیا ہے مفلسوں کی حمایت لیے ہوئے
مظلوموں بیکسوں کی محبت لیے ہوئے

اہلِ گنہ کا حقِ شفاعت لیے ہوئے
سارے جہان کے لیے رحمت لیے ہوئے

ہوگا اسی کی ذات پہ قرآن کا نزول
وہ آخری کتاب ہے یہ آخری رسولؐ

سیّدُ المُرسلینؐ

نُورِ حقُ الیقین
رشکِ ماہِ مبیں
شاہِ دنیا و دیں
سیّدُ المرسلیں سیّدُ المرسلیںؐ

فخرِ کون و مکاں
حاصلِ دو جہاں
رہبرِ ہر زماں
سیدالمرسلیں سیدالمرسلین

شمعِ حق کی ضیا
دلبرِ کبریا
خاتمُ الانبیا
سیدالمرسلیں سیدالمرسلیں

اے شفیعِ اُمم
اِک نگاہِ کرم
دُور ہوں سب الم
سیدالمرسلیں سیدالمرسلیںؐ

دُور کب تک رہیں
رنج کتنے سہیں
حال کس سے کہیں
سیدالمرسلیں سیدالمرسلیں

ہوگئی اب تو حد
اپنے رکھتے ہیں کد
المدد المدد
سیدالمرسلیں سیدالمرسلیں

چھاگئی تیرگی
تنگ ہیں اُمتی
چاہیئے روشنی
سیدالمرسلیں سیدالمرسلیںؐ

اُمتِ بے نوا
غم میں ہے مبتلا
کیجیے حق سے دعا
سیدالمرسلیں سیدالمرسلیں

ہیں فدا آپ پر
آپ ہیں راہبر
اور جائیں کدھر
سیدالمرسلین سیدالمرسلیں

عالمِ نور

تمام عالمِ نکہت تمام عالمِ نور
تمہارے جسمِ مبارک کا کیا جواب حضور
تمہارے روئے منوّر سے بدر شرمائے
وجودِ ابرِ بہاراں ہیں زُلف کے سائے
لبوں پہ موجِ تبسم نظر میں حُسنِ وفا
تمہارا خلق کرم ہے تمہارا لطف عطا
تمہاری سیرتِ اطہر قرآں کی ہے تفسیر
تمہارے قامتِ زیبا کی مل سکی نہ نظیر
تمہارے پائے مبارک سے زینتِ افلاک
تمہی ہو رحمتِ عالم تمہی شہِ لولاک
تمہارا قلب ہے گنجینۂ رموزِ الٰہ
تمام عالمِ غیب و حضور پیشِ نگاہ
تمہارا وصف بیاں ہو تو مجھ سے کیا ہو حضور
جھجک رہا ہے قلم تو لرز رہا ہے شعور

پہلی کرن

وہ نور کی پہلی کرن
راحت اثر ظلمت شکن
زینت دہِ ہر انجمن
صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

ظاہر میں ہے شکلِ بشر
باطن میں حُسنِ معتبر
دونوں جہاں زیرِ اثر
صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

جس کو کہیں شمس الضحیٰ
جس کا لقب بدر الدجیٰ
ختم الرسل خیر الوریٰ
صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

رُخ سے عیاں نورِ خدا
سیرت میں ہے صدق و صفا
طینت میں ہے جود و سخا
صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

وہ عرش کا مسند نشیں
خدمت میں ہیں روح الامیں
شاہِ امم سردارِ دیں
صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

کلمہ پڑھیں جس کا حجر
جس کی نظر شق القمر
وہ عظمتِ نوعِ بشر
صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

مہرِ عجم ماہِ عرب
اُمّی لقب عالی نسب
شیدائے حق محبوبِ رب
صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

وہ بے کسوں پر مہرباں
وہ پاسبانِ عاصیاں
وہ ضامنِ امن و اماں
صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

وہ صاحبِ جاہ و حشم
وہ چشمۂ لطف و کرم
جس کے فلک چومے قدم
صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

سلام

ماہِ کون و مکاں پر درود و سلام
خسروِ مرسلاں پر درود و سلام

جسکی قربت سے حق کا پتا مل گیا
حق کے اس راز داں پر درود و سلام

جس کے جلووں سے روشن ہوئے دو جہاں
اس مہِ ضو فشاں پر درود و سلام

جس نے ہم کو دکھائی رہِ مستقیم
رہبرِ رہبراں پر درود و سلام

جس کی گفتار سے موم دل ہو گئے
ایسے شیریں بیاں پر درود و سلام

جس کو دونوں جہاں کی حکومت ملی
اس شہِ دو جہاں پر درود و سلام

جس نے امن و اماں کا سکھایا سبق
اس نشانِ اماں پر درود و سلام

وہ زمیں

وہ زمیں جس پر نزولِ رحمتِ باری رہے
وہ زمیں جس پر سُرورِ سرمدی طاری رہے
وہ زمیں فیضان کا چشمہ جہاں جاری رہے
وہ زمیں جو عظمتِ کونین پر بھاری رہے
وہ زمیں جس کی بلندی سے فلک شرمندہ ہے
وہ زمیں جس کی فضا میں عرش بھی رقصندہ ہے

جس زمیں کی گرد بھی ہے مُشک بیز و مُشکبار
جس زمیں پر بیقراروں کو میسّر ہو قرار
جس زمیں کے پھول کیا کانٹے ہیں صد رشکِ بہار
وہ زمیں اہلِ زمیں کا جس سے قائم ہے وقار
وہ زمیں جس کا دو عالم میں نہیں کوئی جواب
وہ زمیں جس کو کیا محبوبِ حق نے انتخاب

جس زمیں پر محوِ راحت عرش کا مسند نشیں
جس زمیں پر بار ہا آئے گئے رُوح الامیں
جس زمیں کی شاہراہیں رشکِ فردوسِ بریں
قبلۂ اہلِ نظر ہے کعبۂ اہلِ یقیں
وہ زمیں جس پر رہے ہر دم فرشتوں کا ہجوم
جس زمیں کے گرد پھرتے ہیں مہ و مہر و نجوم

وہ زمیں جس نے قدم چومے شہِ لولاک کے
وہ زمیں جس نے ورق روشن کئے ادراک کے
وہ زمیں ملحق ہیں جس سے راستے افلاک کے
وہ زمیں جس پر بسے شیدا رسولؐ پاک کے
جس زمینِ پاک پر گونجی صدائے لا الٰہ
چومتی ہے قدسیانِ عرش کی جسکو نگاہ

وہ زمیں روضہ ہے جس پر سیدِ ابرار کا
وہ زمیں پر رشتہ ہے جس سے عرش کے انوار کا
وہ زمیں ہے ربط جس سے حشر تک سرکار کا
وہ زمیں مسکن بنی جو احمدِ مختار کا
جس زمیں کو چوم کر روشن ہوئے شمس و قمر
جس زمیں پر خود بخود سجدے میں جھک جائے نظر

وہ زمیں ملجا بنی جو اہلِ ایماں کے لئے
لائقِ تعظیم ہے جو ہر مسلماں کے لئے
باعثِ توقیر ہے جو اہلِ عرفاں کے لئے
ایک پیغامِ سکونِ دل ہے انساں کیلئے
اُس زمیں سے دور رہ کر زندگی مشکل میں ہے
اُس زمیں پر جان دینے کی تمنا دل میں ہے

سلام

السلام اے نقشِ حسنِ اولیں
السلام اے عرش کے مسند نشیں

السلام اے خسروِ کون و مکاں
السلام اے وجہِ تخلیقِ جہاں

السلام اے رونقِ بزمِ حیات
السلام اے رہبرِ راہِ نجات

السلام اے دلبرِ ربُّ العلا
السلام اے مظہرِ نورِ خدا

السلام اے شافعِ روزِ جزا
السلام اے دافعِ ہر اک بلا

السلام اے منبعِ ایمانِ کُل
السلام اے مرکزِ عرفانِ کل

وہ محبت ہو عطا خیر الانام
عمر بھر پڑھتے رہیں تم پر سلام

شاہکار

امینِ باوقار ہو — جمالِ کردگار ہو
وہ تم کہ سر سے پاؤں تک — بہار ہی بہار ہو
خدائے ذوالجلال کا
حسین شاہکار ہو

نقابِ رخ ذرا اٹھے — جمال آشکار ہو
ضیائے ماہِ کبریا — جہاں پہ جلوہ بار ہو
چھپے جو ظلمتِ الم
نصیب کچھ قرار ہو

جمالِ شاہِ دیں سے جو — نگاہ ہمکنار ہو
نفس نفس قدم قدم — جہانِ خوشگوار ہو
جہاں جہاں نظر لگے
بہار ہی بہار ہو

در حضور تک چلے — خلوص دل لئے ہوئے
عقیدتوں کے سائے میں — عطر وفا بچے ہوئے

وہ اُن سے دور کیوں رہے
جو اُن کا جاں نثار ہو

زمیں تمام گلستاں — فلک تمام ضو فشاں
مہک اٹھی فضا فضا — سجا ہوا ہے ہر جہاں

یہ کون آشکار ہے
تمہیں تو آشکار ہو

قریب آگیا حجاب — دیارِ سرورِ اُمم
ادب سے سر جھکا کے چل — شعور سے اٹھا قدم

سنبھل سنبھل دلِ حزیں
نگاہ ہوشیار ہو

اِرْحَمْ لَنَا

اے رحمتِ ربُ العلا
آفات کا ہے سامنا
امت ہے غم میں مبتلا
یا مصطفےٰ یا مجتبےٰ — اِرْحَمْ لَنَا اِرْحَمْ لَنَا

راہِ عمل سے دور ہیں
غفلت میں یکسر چور ہیں
لاچار ہیں مجبور ہیں
یا مصطفےٰ یا مجتبےٰ — اِرْحَمْ لَنَا اِرْحَمْ لَنَا

پھیلی ہوئی ہے ابتری
چھائی ہے ہر سو تیرگی
مشکل ہے اب تو زندگی
یا مصطفےٰ یا مجتبےٰ — اِرْحَمْ لَنَا اِرْحَمْ لَنَا

اُٹھتا نہیں بارِ الم
کس سے کہیں احوالِ غم
ہو جائے اک چشمِ کرم
یا مصطفےٰ یا مجتبیٰ اِرْحَمْ لَنَا اِرْحَمْ لَنَا
دشمن ہیں کب سے تاک میں
ہم کو ملائیں خاک میں
طاقت نہیں ادراک میں
یا مصطفےٰ یا مجتبیٰ اِرْحَمْ لَنَا اِرْحَمْ لَنَا
گمراہ دل بھٹکی نظر
ٹھہریں کہاں جائیں کدھر
ملّت ہوئی ہے منتشر
یا مصطفےٰ یا مجتبیٰ اِرْحَمْ لَنَا اِرْحَمْ لَنَا

قصیدہ

بلا سے کہیں آتے ہیں وہ تصور میں
یہ حادثہ تو فدا تا گہاں گزرتا ہے

قصیدہ

۱ ابتر تھی فضا تیرگیٔ جہل تھی چھائی
ناواقفِ اسرارِ محبت تھی خدائی

۲ ہر ذہن میں وہ بغض و عداوت کا دھواں تھا
جاری تھی ہمہ وقت قبیلوں میں لڑائی

۳ وہ رات کے پردے میں ڈھلتے ہوئے انجم
دشمن نظر آتا تھا جہاں بھائی کا بھائی

۴ دھبے تھے کدورت کے ہر آئینۂ دل پر
دشوار نظر آتی تھی باطن کی صفائی

۵ ہر ذہن پہ وہ نشۂ نخوت تھا مسلط
ہر شخص کو درکار تھی اپنی ہی بڑائی

۶ دختر کو دبا آتے تھے زندہ ہی زمیں میں
نادان سمجھتے تھے برائی کو بھلائی

۷ انسان بکا کرتا تھا انسان کے ہاتھوں
تھی گردنِ مفلس پہ رواں تیغ طلائی

زیبائشِ محفل تھے کھنکتے ہوئے ساغر
۸ رقصاں تھا سرِ راہِ طرب جشنِ خدائی
محفوظ نہ تھی عفت و عصمت کسی صورت
۹ تھا جام بکف بزم میں سرمستیِ حنائی
انسان کا انسان لہو چوس رہا تھا
۱۰ کہتے ہیں جسے سود وہ تھی اُنکی کمائی
یوں دل میں بسے رہتے تھے افعالِ قبیحہ
۱۱ جیسے کسی تالاب کے پانی پہ ہو کائی
وہ اپنا مددگار سمجھتے تھے بتوں کو
۱۲ انسانوں کے ذہنوں پہ تھی پتھر کی خدائی
عُزّیٰ تھا خداوند کہیں لات و ہُبل تھا
۱۳ تھے اُنکی نگاہوں میں یہی ان کے روائی
ناواقفِ آدابِ تمدن تھا ہر اک دل
۱۴ جائز تھی انہیں لوٹ، جوا، سود، گدائی

لایا جو کوئی قافلہ اسبابِ تجارت
۱۵ سب ٹوٹ پڑے اس پہ لٹیروں کی بن آئی
وہ جبر کے نغموں سے فضا گونج رہی تھی
۱۶ مظلوم کی آواز نہ دیتی تھی سُنائی
اس طرح جکڑ رکھا تھا زنجیرِ ستم نے
۱۷ مشکل تھی درِ عدل پہ انساں کی رسائی
دیتے تھے عجب طرح غلاموں کو اذیت
۱۸ حق بات کوئی کہہ دے تو شامت تھی بن آئی
تھا فخر رعونت پہ انہیں ناز بدی پہ
۱۹ بگڑی جو کہیں بات تو تلوار اٹھائی
خود اپنی ہی تعریف میں پڑھتے تھے قصیدے
۲۰ کرتے تھے سب فخر سے خود اپنی بڑائی
گفتار میں تلخی تھی تو لہجے میں تکبر
۲۱ آخر یہ روش اُن کی مشیت کو نہ بھائی

ابھرا افقِ ذہن پہ اک مطلعِ دلکش
۲۲ رخشندہ و تابندہ و پرنور و ضیائی

بدلی وہ فضا رحمتِ حق جوش میں آئی
۲۳ ظلمت میں کرن پھوٹی پئے راہنمائی

منسوب ہوا نامِ محمدؐ سے وہی نور
۲۴ تنویرِ ہدایت متشکل نظر آئی

چمکا دیا دنیا کو اسی نورِ مبیں نے
۲۵ چھائی ہوئی سب تیرگیٔ جہل مٹائی

چہروں سے برسنے لگے انوارِ یقیں کے
۲۶ ایمان سے ہونے لگی قلبوں کی صفائی

بندوں کو خبردار کیا عظمتِ رب سے
۲۷ گردن ستم و جور سے انساں کی چھڑائی

وہ جس نے یتیموں کو کلیجے سے لگایا
۲۸ دی جس نے غلاموں کو غلامی سے رہائی

بندوں کو جھکایا درِ معبود پہ جس نے
۲۹ وہ راہنما جس نے رہِ راست دکھائی

انسانوں کو اخلاق کا خوگر کیا جس نے
۳۰ وہ جسم جو عریاں تھا کیا اسکو ردائی

وہ جس نے ابھرتی ہوئی دنیا کو سنوارا
۳۱ وہ جس نے بگڑتی ہوئی تقدیر بنائی

انسان کو آدابِ تمدن کے سکھائے
۳۲ کس طرح جیا کرتے ہیں یہ بات بتائی

اس شان سے پیغامِ اخوت دیا جس نے
۳۳ انصار و مہاجر نظر آنے لگے بھائی

تبدیل کئے ذہن برائی کی طرف سے
۳۴ نفرت رہی باقی نہ عداوت نہ لڑائی

وہ ذاتِ گرامی جسے اللہ نوازے
۳۵ وہ جس کیلئے محفلِ کونین سجائی

وہ ہادیٔ کل ختمِ رسل شافعِ محشر
۳۶ حاصل جسے تا عرشِ معلیٰ ہے رسائی

وہ صاحبِ الطاف و عطا بانیٔ اکرام
۳۷ شرمندۂ احسانِ کرم جسکی خدائی

وہ جسکا ہر اک قول ہے گنجینۂ حکمت
۳۸ وہ جسکی ہر اک بات میں پوشیدہ بھلائی

وہ دلبرِ حق سرورِ کونین کہ جس کے
۳۹ جبریلِ امین در پہ کریں ناصیہ سائی

وہ جسکو کہیں سید و محمود و مبشر
۴۰ وہ پیکرِ عظمت دے جسے زیب بڑائی

یٰسین بھی ہو طٰہٰ بھی ہو صادق بھی امیں بھی
۴۱ حیران ہوں کیا اسکی کروں مدح سرائی

کرتا ہوں فدا ختم قصیدے کو دعا پہ
۴۲ اللہ ﷻ در سرورِ دیں تک ہو رسائی

تقریظات

جناب شاعر کانپوری
جناب عنبر القادری
جناب سید سرفراز آہ
جناب خیال آفاقی

جناب محمد تقی عرشؔ دہلوی
جناب عزیز ساہری
جناب انجم فدائی
جناب اختر رضا اختر

جناب عشرت کراچوی

قطعۂ تاریخ - از - جناب شاعر کانپوری

اب تو یہی ہے دل کا تقاضا آپ بھی اب خاموش نہ رہیئے
پڑھتے ہیں ذہن و فکر کے طائر صلے اللہ علیہ وسلم
بھائی فدا نے نعتیں نبی کی دل سے کہی ہیں خوب کہیں
آپ بھی پڑھئے لحن سے شاعر صلے اللہ علیہ وسلم
۱۴۰۳ھ

قطعۂ تاریخ از جناب محمد تقی عرش دہلوی

میرے استاد کی یہ کتابِ حسیں
دل کی تسکین کا ہے سبب با خدا
عرش تاریخ سالِ طباعت کہو
کوشش بے نظیر منورِ فدا
۱۹۸۳ء

قطعۂ تاریخ از جناب عبد المجید عنبر القادری اندوری

انہیں پڑھکے حاصل نہ ہو کیوں سکوں
یہ نعتیں فدا نے لکھی ہیں عجیب
نہ سوچو تم عنبر طباعت کا سال
کہو، ماہِ بزمِ فروغِ حبیب
۱۴۰۳ھ

ارمغانِ ماہِ مکہ

۱۴۰۳

قطعۂ تاریخ از جناب عزیز صابری

ذکرِ سرکارِ عالی فدا نے کیا
پھول کھلنے لگے یوں چمن در چمن
فکرِ تاریخ میں محو تھا میں عزیز
دل سے نکلا، رحمتِ رسولِ زمن
۱۴۰۳ھ

قطعۂ تاریخ از جناب سید سرفراز ابد

عجب انداز سے استاد نے لکھی ہیں یہ نعتیں
ابد ہر شعر پہ کہتا ہے دل صلِ علیٰ کہیئے
ہوا جب منہمک ذہنِ رسا ہاتف نے فرمایا
یہی تاریخ بہتر ہے چراغِ حق نما کہیئے
۱۴۰۳ھ

قطعۂ تاریخ از جناب انجم فدائی

انجم خوش نوا "م، س"
بن گئی ہے سکوں کا سبب
دل سے تاریخ میں نے کہی
ہے فروغِ فدا ئے ادب
۱۴۰۳ھ

قطعہ تاریخ از جناب خیال آفاقی

کہہ رہے ہیں خیالؔ اہلِ نظر — یہ کتابِ فداؔ مثالی ہے
سوچنا کیا ہے سنِ طباعت کا — کہہ بھی دے ارمغانِ عالی ہے

۱۴۰۳ھ

قطعہ تاریخ از جناب اختر رضا اختر اندوری

غیر ممکن ہے جوابِ میم۔ صاد
یہ ثنائے احمد مختار ہے
جب کہی تاریخ تو آئی ندا
کہہ دے اخترؔ مظہرِ انوار ہے

۱۴۰۳ھ

قطعہ تاریخ از جناب عشرت کراچوی

خوب ہیں نعتیں فداؔ کی خوب ہیں
کیوں نہ ہو مقبول بس ایسا کلام
مجھ کو کیا تاریخ کی ہے فکر تو
لکھ دے عشرتؔ عشرتِ ہر خاص و عام

۱۹۸۳ء

جھلکیاں (زیرِ طبع)

فداؔ خالدی کے مجموعہ (آتشِ احساس) کے چند اشعار

بڑی مدت میں دل واقفِ مقامِ دل سے ہوتا ہے
ذرا سا فاصلہ ہے طے بڑی مشکل سے ہوتا ہے

زندگی دردِ مستقل کے سوا
اور کیا چیز ہے خدا جانے

سفینے ناخدا کے آسرے پر چل تو سکتے ہیں
خدا وہ ہے ضرورت جس کی طوفانوں میں ہوتی ہے

کیوں سمجھتا ہے کہ انساں کا کہا ہوتا نہیں
اپنی منزل پر پہنچ کر دیکھ کیا ہوتا نہیں

کفر ہے مسلک میں میرے شکوۂ رنج و الم
مشکلیں جتنی بھی ہوں لکھ دو مری تقدیر میں

تیری قسمت کا لکھا تیرے لئے محفوظ ہے
ناسمجھ دنیا کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے کیوں

رضا کی منزلیں ترکِ طلب سے ہاتھ آتی ہیں
یہاں دامن سمٹ جاتا ہے پھیلایا نہیں جاتا

لٹے ہوئے ہیں انہیں سے تمام ویرانے
بہار ڈھونڈ رہے تھے جو زندگی کے لئے

تڑپ اٹھتا ہوں جب کوئی کلی پہلو بدلتی ہے
مجھے مجبوریاں ہنسنے نہیں دیتیں گلستاں میں

مسکرائے تھے تمہارا غم چھپانے کے لئے
اک تماشا بن گئے سارے زمانے کے لئے

مرے چہرے کی رونق کس قدر زخموں کا حاصل ہے
مرے دل کو بھی دیکھیں میری صورت دیکھنے والے

میں اپنے دل کو سجدے کر رہا ہوں
یہ اُن کی جلوہ گاہِ ناز بھی ہے

ہنسی مجھ کو کیا رنج والم میں مسکرا لینا
بہت سے زخم کھا کر دل کو اس قابل بنایا ہے

محبت خود سکھا دیتی ہے آدابِ محبت بھی
جو دل غم آشنا ہو تو تڑپنا آ ہی جاتا ہے

منزل کے پاس ایک بھی نقشِ قدم نہیں
ہم یہ سمجھ رہے تھے کہ تاخیر ہو گئی۔

کتنی آسانی سے کٹ جاتی ہیں راتیں ہجر کی
روز آنکھیں دیکھ لیتی ہیں سحر ہوتے ہوئے

دیوانے گذر آئے حدودِ حرم سے
دنیا اسی دلچسپ دوراہے پہ کھڑی ہے

طلب دنیا کی لے کر ڈوب جاتی ہے اہلِ دنیا کو
جو اس طوفاں میں گھر جائے اسے ساحل نہیں ملتا

تدبیر اور راہِ محبت میں کامیاب؟
دیوانے اس مقام پہ تقدیر چاہیئے

نہ پوچھو مرا حال میں وہ دیا ہوں
اندھیروں کی خاطر جلایا گیا ہوں

سپردم بتو مایهٔ خویش را

تو دانی حساب کم و بیش را

MUHAMMAD RIZWAN
muhammadrizwan25d@gmail.com(Hyderabad Sindh Pakistan)